Over 175K Followers

11 TO 17 AUGUST, 2025 ☆☆☆ ۱۱ تا ۱۷ اگست ۲۰۲۵ ☆☆☆

صارفین سے سرکار تک
چیف ایڈیٹر: شیخ راشد عالم

کنزیومر واچ

ایڈیٹر: نشید آفاقی

CONSUMER WATCH KARACHI

Government of Pakistan office of the Press Registrar Islamabad Registration No.2793

MEET THE BOSS | CONSUMER WATCH PAKISTAN

پاور پلس بیٹری سیل اپنے اعلیٰ معیار کے باعث مارکیٹ لیڈر بن گیا، فیاض احمد ابڑو

گوگل کا موجودہ الگورتھم کسی بھی کمپنی کے بند ہونے کی وجہ بھی بن سکتا ہے؟

پاکستان اور امریکا کے درمیان ڈیجیٹل معیشت میں نئی شراکت

روسی ہاؤس کراچی میں رشین پوئیٹری ڈے کا جشن

شوگر مافیا ڈٹ گئی، کریک ڈاؤن بے اثر

واٹس ایپ کیمرے کیلئے زبردست فیچر متعارف

لندن (کنزیومرواچ نیوز) واٹس ایپ اپنے اینڈرائیڈ ورژن کے کیمرے میں نائٹ موڈ فیچر متعارف کرانے والا ہے جسکی آزمائش بیٹا ورژن میں بھی شروع ہوچکی ہے۔ بیٹا ورژن کے اندر واٹس ایپ کیمرے میں ایک نیا نائٹ موڈ آپشن متعارف کیا گیا ہے جو فی الحال منتخب بیٹا صارفین کے لیے دستیاب ہے۔ کیمرہ اسکرین کے اوپر، فلش آئیکن کے ساتھ چاند نما بٹن شامل کیا گیا ہے، جسے ٹچ کر کے یہ موڈ فعال کیا جاتا ہے۔ اسے خودکار طور پر روشنی کی بنیاد پر آن یا آف نہیں کیا جاتا بلکہ صارف خود اس پر قابو رکھتا ہے۔ یہ کم روشنی میں ایکسپوژر بڑھانے اور آواز کم کرنے کے ذریعے فوٹو کی وضاحت بہتر کرتا ہے، خاص طور پر سائے بھرے حصوں میں مزید تفصیلات دکھانے کے لیے۔ لیکن اگر روشنی انتہائی کم ہو تو فوٹو کا معیار صرف معمولی بہتری کے ساتھ محدود رہ سکتا ہے۔ اسے پیشہ ورانہ فوٹوگرافی کا نعم البدل نہیں سمجھا جانا چاہیے۔

چیٹ جی پی ٹی سے دل کی باتیں کرنے والے ہوجائیں ہوشیار!

نیویارک (کنزیومرواچ نیوز) ٹیکنالوجی کمپنی اوپن اے آئی کے سی ای او سیم آلٹمن نے خبردار کیا ہے کہ وہ افراد جو چیٹ جی پی ٹی کو ڈیجیٹل ڈائری یا تھراپسٹ سمجھتے ہیں وہ یہ سمجھنا چھوڑ دیں کہ ان کے ظاہر کیے گئے راز محفوظ ہیں۔ ایک انٹرویو میں سیم آلٹمن نے خبردار کیا کہ چیٹ جی پی ٹی کے ساتھ گفتگو بالکل ویسی ہی قانونی تحفظ نہیں رکھتی جیسی کسی

تھراپسٹ، وکیل یا ڈاکٹر کے ساتھ رکھتی ہے۔ ان کا کہنا تھا کہ لوگ چیٹ جی پی ٹی کو اپنی زندگی کے انتہائی نجی معاملات بتاتے ہیں۔ کمپنی ابھی تک اس مسئلے کا کوئی حل نہیں نکال سکی ہے۔ چیٹ جی پی ٹی کی جانب سے معلومات صیغہ راز میں رکھنے کے مسئلے پر کڑی نظریں ہیں جس کا سہرا نیویارک ٹائمز کے اوپن اے آئی کے خلاف جاری کاپی رائٹ مقدمے میں عدالت کے آرڈر کے سر بندھتا ہے۔

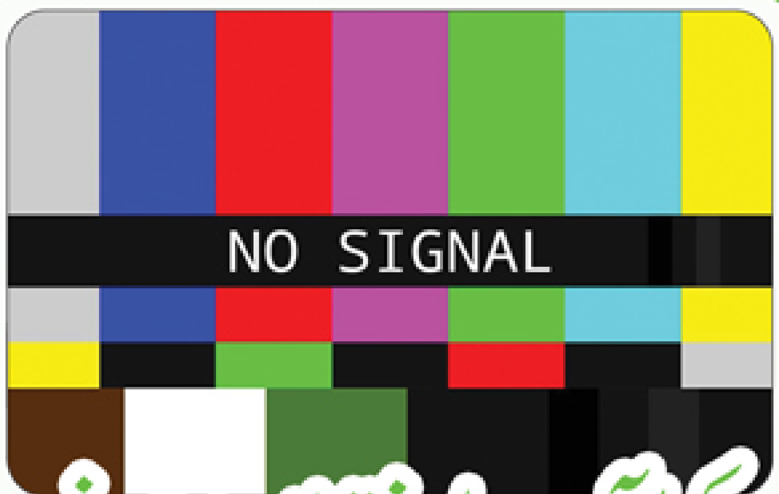

کیا آپ جانتے ہیں پرانے ٹی وی میں رنگ برنگی لکیریں کیوں آتی تھیں؟

لندن (کنزیومرواچ نیوز) پرانے ٹی وی سیٹس (خاص طور پر سی آر ٹی والے ٹی وی) میں جو رنگ برنگی لکیریں آتی تھیں، یہ تو سب جانتے ہیں کہ ان کے پیچھے الیکٹرانک اور سگنلنگ کی خرابی ہوتی تھی۔ لیکن رنگین لکیریں ہی کیوں آتی تھیں؟ اس سے بہت کم لوگ واقف ہونگے۔ یہ مسئلہ آج کل کے ایل ای ڈی یا اسمارٹ ٹی وی میں نہیں آتا، لیکن سی آر ٹی کے زمانے میں عام تھا۔

پرانے ٹی وی پر رنگین لکیروں کی بڑی وجوہات:

جب سگنل کمزور یا خراب ہوتے تھے تو تصویر ٹوٹ جاتی تھی اور رنگ برنگی لکیریں بن جاتی تھیں۔ یہ اکثر "static" یا "noise" کی شکل میں ہوتا تھا۔ دراصل سی آر ٹی وی میں ایک مقناطیسی فیلڈ الیکٹران بیم کو اسکرین پر پھیلانے کے لیے استعمال ہوتی تھی۔ اگر ٹی وی کے آس پاس کوئی مقناطیسی چیز آجاتی تو رنگ بگڑ جاتے، خاص طور پر جامنی، سبز یا نیلے رنگ بننے لگتے۔

انتہائی تباہ کن حادثوں کے باوجود طیاروں میں موجود بلیک باکس کیسے بچ جاتا ہے؟

نیویارک (کنزیومرواچ نیوز) یہ واقعی حیرت کی بات لگتی ہے کہ کسی شدید تباہ کن طیارہ حادثے کے بعد، جب پورا جہاز تباہ ہو جاتا ہے، تو بلیک باکس اکثر محفوظ مل جاتا ہے۔ اس کی اصل وجہ اس کی سخت انجینئرنگ اور خصوصی ڈیزائن ہوتا ہے۔

آیئے دیکھتے ہیں کہ بلیک باکس اتنا مضبوط کیسے بنایا جاتا ہے: بلیک باکس دراصل دو اہم ریکارڈنگ ڈیوائسز پر مشتمل ہوتا ہے کاکپٹ وائس ریکارڈر جو پائلٹ اور کنٹرولر کی آوازیں محفوظ کرتا ہے اور فلائٹ ڈیٹا ریکارڈر جو طیارے کی تکنیکی معلومات کو ریکارڈ کرتا ہے۔ یہ دونوں عام طور پر ایک ہی محفوظ باکس میں ہوتے ہیں۔ بلیک باکس ٹائٹینیم (Titanium) یا اسٹینلیس اسٹیل سے بنایا جاتا ہے جو انتہائی مضبوط اور گرمی برداشت کرنے والی دھات ہے۔ یہ 1100 ڈگری درجہ حرارت کو 60 منٹ تک برداشت کرسکتا ہے۔

آگ میں جلنے والے پلاسٹک، دھاتیں یا کیروسین سے یہ متاثر نہیں ہوتا۔ یہ 3400 گرام (g-force) تک کے جھٹکے برداشت کرسکتا ہے جو کسی حادثے کے دوران لگنے والے شدید دھچکے سے بھی کہیں زیادہ ہے۔

فرانسیسی سائنس دانوں نے خون کا 48 واں بلڈ گروپ دریافت کرلیا

لاہور: (کنزیومرواچ نیوز) فرانسیسی سائنس دانوں نے خون کا 48 واں بلڈ گروپ ''گوادا نیگیٹو'' (Gwada negative) دریافت کرلیا۔ قدرت کا کرشمہ یہ کہ فرانس کے علاقے، گواڈیلوپ میں مقیم ایک خاتون دنیا کی واحد انسان جس کی رگوں میں یہ خون دوڑ رہا۔ 2011ء میں دوران آپریشن جب اس خاتون کے جسم نے کسی دوسرے انسان حتی کہ بہن بھائیوں کا

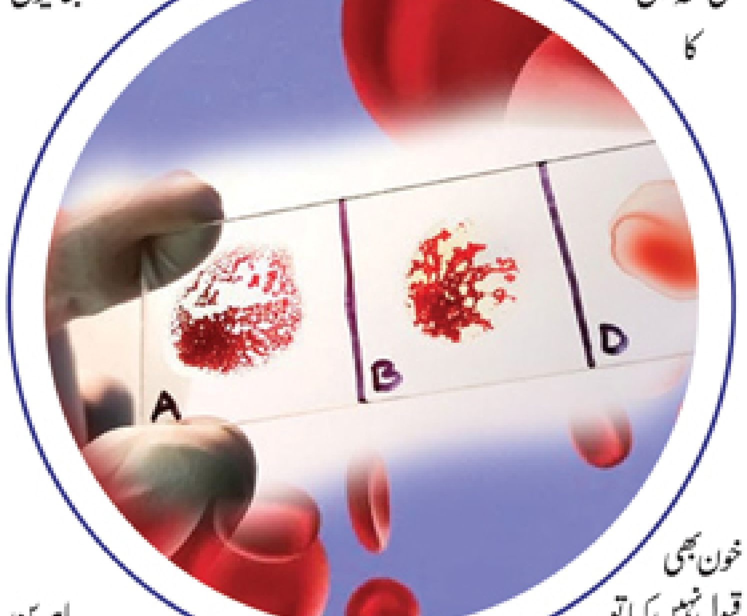

خون بھی قبول نہیں کیا تو ماہرین حیران رہ گئے۔ اب خاتون کے خون پر چودہ سالہ تحقیق سے افشا ہوا کہ اس کے 20 ہزار جینز (Genes) میں سے ایک، PIGZ نامی میں کسی وجہ سے تبدیلی (mutation) نے جنم لیا۔ اسی تبدیلی نے خاتون کے خون کے خلیوں کو بھی تبدیل کردیا۔ یوں وہ فی الوقت دنیا میں واحد انسان بن گئی جس میں گوادا نیگیٹو خون پایا جاتا ہے۔

سائنس دانوں نے ایک بڑے زلزلے سے متعلق خبردار کردیا!

نیویارک (کنزیومرواچ نیوز) ایک نئی تحقیق میں انکشاف ہوا ہے کہ کینیڈین بارڈر پر موجود ایک فالٹ لائن (جس کے متعلق خیال کیا جاتا ہے کہ کروڑوں برس سے غیر فعال ہے) ایک بڑے زلزلے کا سبب بن سکتی ہے۔ ٹِنٹینا فال شمال مشرقی برٹش کولمبیا سے الاسکا تک تقریباً 600 میل تک پھیلی ہوئی ہے۔ اس سے متعلق خیال کیا جاتا تھا کہ یہ آخری بار تقریباً چار کروڑ برس قبل فعال ہوئی تھی۔ لیکن جیوفزیکل ریسرچ لیٹرز میں شائع ہونے والی ایک تحقیق میں اس کے ماضی میں نسبتاً قریب وقت میں فعال ہونے کے شواہد ملے ہیں۔ سیٹلائیٹس، طیاروں اور ڈرونز سے حاصل ہونے والے نئے ٹوپوگرافک ڈیٹا بتاتا ہے کہ اس فالٹ کا تقریباً 80 میل طویل ایک ٹکڑا ہے جہاں 26 لاکھ برس اور 1 لاکھ 32 ہزار سال برس پرانی ارضیاتی فارمیشنز (ایک جیسی چٹانوں کی پرتوں کا بننا) فالٹ کے پار جاتی پائی گئیں۔ تحقیق میں بتایا گیا کہ فالٹ کم از کم 12 ہزار سال سے کسی بڑے زلزلے کے نتیجے میں پھٹی نہیں ہے اور مستقبل میں کم از کم 7.5 شدت کے زلزلے کا سبب ہوسکتی ہے۔ مشیگن ٹیک کے مطابق 7 سے 7.9 شدت کا زلزلہ شدید سمجھا جاتا ہے اور بڑا نقصان کرسکتا ہے۔ ان اقسام کے زلزلے کم اتے ہیں، جن کی سالانہ تعداد 10 سے 15 ہے۔ مشیگن ٹیک نے خبردار کیا کہ 8 یا اس سے زیادہ شدت کے زلزلے (جو کہ سال یا دو سال میں ایک بات آتے ہیں) ایپی سینٹر کے قریب علاقوں کو تباہ کرسکتے ہیں۔

11 TO 17 AUGUST, 2025 ☆☆☆ ۱۱ تا ۱۷ اگست ۲۰۲۵

صارفین سے سرکار تک

چیف ایڈیٹر : شیخ راشد عالم

کنزیومر واچ

CONSUMER WATCH KARACHI

https://www.facebook.com/ Consumerwatch.news

مجلس ادارت:

● چیف ایڈیٹر: شیخ راشد عالم ● ایگزیکٹو ایڈیٹر: ڈاکٹر ہما بخاری ● ایڈیٹر: نشید آفاقی

● لیگل ایڈوائزر: ندیم شیخ ایڈووکیٹ ● ایم ڈی سیلز اینڈ مارکیٹنگ: ظفر حسین،

● ڈائریکٹر بزنس ڈیولپمنٹ: ثوبیہ شاکر علی ● پریس منیجر: شکیل احمد خان

● رپورٹنگ ٹیم: احمد حسین انصاری، نصیر الدین، جاوید احمد

محمد دانش، ارباب حسین، حسنین احمد

● رپورٹنگ ٹیم: احمد حسین انصاری، نصیر الدین، جاوید احمد

محمد دانش، ارباب حسین، حسنین احمد

دفتر کا پتہ: H41، پی ای سی ایچ ایس، بلاک 2، کراچی

فون نمبر: 021-34528802-3

فرمان الٰہی

شروع اللہ کے نام سے جو بڑا مہربان اور نہایت رحم والا ہے

اور تمہارے گرد و نواح کے بعض دیہاتی منافق ہیں اور بعض مدینے والے بھی نفاق پر اڑے ہوئے ہیں تم انہیں نہیں جانتے ہم جانتے ہیں ہم ان کو دہرا عذاب دیں گے پھر وہ بڑے عذاب کی طرف لوٹائے جائیں گے۔

سورۃ التوبہ 09- آیت نمبر 101

مجھے ہے حکم اذاں.................!

وزیراعظم محمد شہباز شریف نے نئے مالی سال کے پہلے ہی مہینے میں پاکستان کی برآمدات 2.7 ارب ڈالرز تک پہنچنے پر اطمینان کا اظہار کرتے ہوئے کہا ہے کہ حکومت کی بہترین معاشی پالیسیوں اور ترجیحات کی بدولت معاشی اشاریے درست سمت میں گامزن ہیں۔ سرکاری خبر رساں ایجنسی 'اے پی پی' کی رپورٹ کے مطابق وزیراعظم پاکستان شہباز شریف کا کہنا تھا کہ حکومت ملک سے برآمدات میں اضافے، سرمایہ کاری کے فروغ اور کاروبار دوست ماحول کی فراہمی کے لیے کوشاں ہے۔ وزیراعظم آفس کے میڈیا ونگ سے جاری بیان کے مطابق شہباز شریف نے مزید کہا کہ جولائی 2024 تا جولائی 2025 کے دوران برآمدات میں 17 فیصد اضافہ ہوا، جو کہ انتہائی خوش آئند ہے، صرف ایک ماہ میں برآمدات میں 9 فیصد اضافہ انتہائی تسلی بخش ہے، برآمدات پر مبنی ترقی حکومت کی اولین ترجیح ہے۔ انہوں نے کہا کہ حکومت کی بہترین معاشی پالیسیوں اور ترجیحات کی بدولت معاشی اشاریے درست سمت میں گامزن ہیں، حکومت کی معاشی ٹیم کی کاوشیں لائق تحسین ہیں، ملک سے برآمدات میں اضافے، سرمایہ کاری کے فروغ اور کاروبار دوست ماحول کی فراہمی کے لیے کوشاں ہیں، فیس لیس کسٹم اسیسمنٹ سسٹم کے نفاذ سے پورٹ آپریشنز میں مزید بہتری لا رہے ہیں۔ وزیراعظم نے کہا کہ جی ڈی پی میں ٹیکس کلیکشن کے تناسب میں اضافہ حکومت کے لیے قابل اطمینان ہے، عالمی مالیاتی اداروں کی جانب سے پاکستان کی کریڈٹ ریٹنگز میں بہتری پاکستان کی معیشت میں استحکام کی عکاس ہے۔ شہباز شریف کا کہنا تھا کہ پچھلے مالی سال میں ترسیلات زر کی مد میں 34.9 ارب ڈالرز موصول ہوئے جو کہ مالی سال 24-2023 کے مقابلے 28.8 فیصد زائد ہیں، بیرون ملک پاکستانیوں کے لیے مزید سہولیات فراہم کی جا رہی ہیں، پاکستان اسٹاک ایکسچینج میں 100 انڈیکس نے ایک لاکھ 45 ہزار کی حد عبور کر کے حالیہ دنوں میں تاریخی کارکردگی دکھائی ہے۔ ایک اچھی خبر ہے کہ نیشنل الیکٹرک پاور ریگولیٹری اتھارٹی (نیپرا) نے کراچی سمیت ملک بھر کے لیے بجلی سستی کرنے کی منظوری دے دی، کمی کا اطلاق لائف لائن اور پری پیڈ صارفین پر نہیں ہوگا۔ رپورٹ کے مطابق کراچی سمیت ملک بھر کے بجلی صارفین کے لیے اچھی خبر ہے کہ نیپرا نے سہ ماہی ایڈجسٹمنٹ کے تحت بجلی 1.89 روپے فی یونٹ سستی کرنے کی منظوری دے دی ہے۔ نیپرا نے بجلی کی قیمت میں کمی کا فیصلہ وفاقی حکومت کو ارسال کر دیا، جس میں کہا گیا ہے کہ قیمت میں کمی اپریل تا جون 2025 کی سہ ماہی ایڈجسٹمنٹ کی مد میں منظور کی گئی۔ فیصلے میں کہا گیا ہے کہ قیمت میں کمی کا اطلاق کے الیکٹرک سمیت تمام ڈسکوز کے صارفین پر اور اگست تا اکتوبر 2025 کے لیے ہوگا۔ نیپرا کے فیصلے کے مطابق بجلی صارفین کو کمی کا 55 ارب 87 کروڑ 40 لاکھ روپے کا ریلیف ملے گا۔ دریں اثنا، نیپرا نے جون 2025 کی ماہانہ ایڈجسٹمنٹ کی مد میں بھی بجلی 78 پیسے فی یونٹ سستی کرنے کا نوٹیفکیشن جاری کر دیا۔ نوٹیفکیشن کے مطابق جون 2025 کی ماہانہ ایڈجسٹمنٹ کی مد میں بجلی کراچی کے سوا باقی ملک کے لیے 78 پیسے فی یونٹ سستی کی گئی ہے۔ نوٹیفکیشن میں کہا گیا ہے کہ بجلی صارفین کو کمی کا ریلیف اگست کے بلوں میں ملے گا، جبکہ بجلی کی قیمت میں اس کمی کا اطلاق کے الیکٹرک صارفین پر نہیں ہوگا۔ نیپرا کے مطابق بجلی کی قیمت میں کمی کا اطلاق لائف لائن اور پری پیڈ صارفین پر نہیں ہوگا۔

خیر اندیش

شیخ راشد عالم

چیف ایڈیٹر کنزیومر واچ

Top Stories ٹاپ اسٹوریز

PAGE 04

پاور پلس بیٹری سیل اپنے اعلیٰ معیار کے باعث مارکیٹ لیڈر بن گیا، فیاض احمد ابڑو

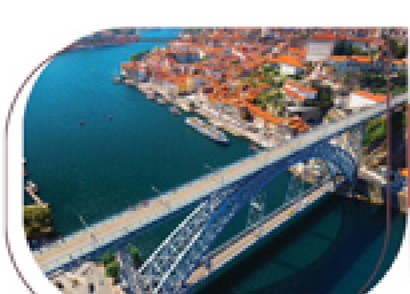

PAGE 09

پورتو: پرتگال کا تاریخی شہر

PAGE 07

پاکستان اور امریکا کے درمیان ڈیجیٹل معیشت میں نئی شراکت

PAGE 11

شوگر مافیا ڈٹ گئی کریک ڈاؤن بے اثر

PAGE 08

گوگل کا موجودہ الگورتھم کسی بھی کمپنی کے بند ہونے کی وجہ بھی بن سکتا ہے؟

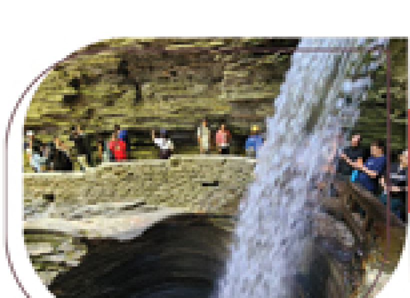

PAGE 12

گیارہ مخروطی جھیلیں

چیف ایڈیٹر و پبلشر شیخ راشد عالم نے فیئر پرنٹنگ پریس راجہ کوثر بلڈنگ، برنس روڈ سے چھپوا کر H-41، پی ای سی ایچ ایس، بلاک 2 کراچی سے شائع کیا

Over 175K Followers on social media now shining in print too

پاور پلس بیٹری سیل اپنے اعلیٰ معیار کے باعث مارکیٹ لیڈر بن گیا، فیاض احمد ابڑو

پروگریسو گروپ آف کمپنیز کے بانی اور چیئرمین صدیق شیخ نے 1954 میں جوڑیا بازار سے کاروبار کا آغاز کیا اور جلد کامیاب کاروباری شخصیت بن گئے

ہمارے ایم ڈی ادریس شیخ مرحوم نے بھی کمپنی کی ترقی میں نمایاں کردار ادا کیا پاور پلس بیٹری سیل 1999 میں متعارف کرایا گیا اور دیکھتے ہی دیکھتے چھا گیا

ہماری ہر پروڈکٹ اپنے اعلیٰ معیار کے باعث صارفین کی پسندیدہ پروڈکٹ بن گئی، کوالٹی کنٹرول کے لئے ہماری کمپنی بین الاقوامی اصولوں پر عمل کرتی ہے

ہماری فوڈ کمپنی پاک غذا چیئرمین صدیق شیخ کا وژن ہے، بیکری انڈسٹری کو اعلیٰ کوالٹی کا رامٹیریل فراہم کرنے میں پاک غذا پیش پیش ہے

برانڈ ایوارڈ آپ کے برانڈ کو مقبول بنانے میں اہم کردار ادا کرتا ہے، پروگریسو گروپ آف کمپنیز کے کنٹری کمرشل ہیڈ فیاض احمد ابڑو کی کنزیومرواچ سے گفتگو

رپورٹ: نشید آفاقی، رمشا یاور بیگ

فوٹوگرافی: حسنین احمد

سوال: پروگریسو گروپ آف کمپنیز کا قیام 1954 میں عمل میں آیا اس کے بانی کون تھے اور پروگریسو گروپ کی ترقی میں کن کن شخصیات نے اہم کردار ادا کیا؟

جواب: پروگریسو گروپ آف کمپنیز کے بانی اور چیئرمین صدیق شیخ ہیں، انھوں نے 1954 میں جوڑیا بازار سے کاروبار کا آغاز کیا، اس وقت کمپنی صرف ٹریڈنگ کرتی تھی، ٹریڈنگ کا مقصد یہ ہے کہ آپ نے کوئی چیز بیرون ملک سے منگوائی اپنا منافع رکھا اور آگے فروخت کر دیا تو اس طرح ٹریڈنگ سے کمپنی کا آغاز ہوا تھا پھر یہ سلسلہ کامیابی سے چلتا رہا۔

سوال: اپنے طویل سفر کے دوران کمپنی کو کن چیلنجز کا سامنا رہا؟

جواب: جب بھی آپ کوئی نیا کام شروع کرتے ہیں تو آپ کو چیلنجز کا سامنا ضرور کرنا پڑتا ہے، ابتدائی طور پر ہماری کمپنی نے لکڑی کی ٹریڈنگ کی سب کے گھروں میں دروازے لگے ہوتے ہیں ہماری دلچسپی دروازوں سے ہوتی ہے دروازوں میں لگی دوسری چیزوں میں ہماری دلچسپی نہیں ہوتی دروازوں میں ایم ڈی ایف اور لاثانی کی لکڑی لگی ہوتی ہے، ہماری کمپنی ایم ڈی ایف اور لاثانی کی لکڑی بیرون ملک سے منگواتی تھی اور بڑی بڑی اونچی عمارتیں تعمیر کرنے والوں کو فراہم کرتی تھی پھر وہ اس لکڑی کو دروازے، کھڑکیاں

برانڈ فاؤنڈیشن کی سینئر مارکیٹنگ منیجر علینہ مزمل پروگریسو گروپ آف کمپنیز کے کنٹری کمرشل ہیڈ فیاض احمد ابڑو کو برانڈ فاسٹس ایوارڈ کا وننگ سرٹیفکیٹ پیش کر رہی ہیں

فیاض احمد ابڑو سیلز اینڈ مارکیٹنگ ایکسپرٹ ہونے کے ساتھ ساتھ ایک بہترین استاد بھی ہیں

فیاض احمد ابڑو پروگریسو گروپ آف کمپنیز کے کنٹری کمرشل ہیڈ ہیں وہ سیلز اینڈ مارکیٹنگ ایکسپرٹ ہونے کے ساتھ ساتھ ایک استاد بھی ہیں اور استاد بھی ایسے جن کو پڑھانے کا جنون ہے جتنی خوبصورت شخصیت کے مالک ہیں اس سے کہیں زیادہ با اخلاق اور ملنسار ہیں بہت محنت اور لگن سے اس مقام تک پہنچے فیاض احمد ابڑو نے ایم بی اے کرنے کے بعد ایک ایڈورٹائزنگ ایجنسی میں مارکیٹنگ کے شعبے سے اپنے کیریئر کا آغاز کیا کولگیٹ پامولیو میں مختلف برانڈز پر کام کیا، اسٹیل مل، ریڈ ایپل، شیل، ڈابر، ڈیوڈریٹ کیٹیگری کو دیکھا، ایف ایم سی جی اور نان ایف ایم سی جی میں کام کیا انھوں نے بتایا کہ میں نے پروگریسو گروپ 2021 میں بطور سیلز اینڈ مارکیٹنگ منیجر جوائن کیا، پچھلے سال کمپنی نے مجھے کنٹری کمرشل ہیڈ بنایا پہلے میں ایف ایم سی جی کو دیکھتا تھا اب فوڈ کو بھی دیکھ رہا ہوں ظاہر ہے زندگی کا ایک سفر ہے اس میں آپ کی محنت، فیملی اور دوستوں کا رول ہے۔ آپ کے اساتذہ اور کولیگز کا بہت بڑا رول ہے مجھے یہ سب کچھ ورثے میں تو نہیں ملا پہلے میں بھی آفس کے ہال میں بیٹھتا تھا اب یہاں آپ کے سامنے بیٹھا ہوں ظاہر ہے ترقی میں آپ کا ڈسپلن، محنت اور دیانت کا بہت بڑا رول ہے۔ آپ کی لگن بھی بہت اہمیت کی حامل ہے آپ کی صلاحیت اچھے کردار کے بغیر بے معنی ہے آپ کی کامیابی اچھے کردار کی وجہ سے ہی ملے گی آپ بہت محنتی ہوں گے مگر آپ زندگی کے کسی موڑ پر تھک جائیں گے اس موڑ پر کیریکٹر آپ کو جتا دے گا۔ کیریکٹر سے مراد یہ نہیں ہے کہ آپ اچھی گفتگو کرتے ہیں اس سے مراد یہ ہے کہ آپ کے اندر اپنے کام کی کتنی سمجھ ہے۔ لگن ہے تو کچھ دوا کام کرتی ہے کچھ دعائیں کام کرتی ہیں اور آپ اپنا مقصد اور منزل حاصل کر لیتے ہیں۔

Over 175K Followers on social media now shining in print too

برانڈ ایوارڈ ایک اچھا مارکیٹنگ ٹول ہے، فیاض احمد ابڑو

برانڈ فاسٹسٹ ایوارڈ کے لئے نامزدگی پر احساسات بہت اچھے تھے، برانڈ ایوارڈ ایک اچھا مارکیٹنگ ٹول ہے، آپ کو Recognised کیا گیا ایوارڈ دیا گیا آپ کی کوششوں کو تسلیم کیا گیا اور اس کے نتیجے میں آپ کو یہ اعزاز حاصل ہوا اس طرح آپ کو نیٹ ورکنگ کا ایک اچھا پلیٹ فارم ملتا ہے آپ کے برانڈ کو مائلیج ملتا ہے مارکیٹنگ ایکسر سائز ہے بنیادی طور پر برانڈ ایوارڈ آپ کے برانڈ کو اوپر لانے میں اہم کردار ادا کرتا ہے البتہ ہر کام میں مزید بہتری کی گنجائش ہوتی ہے اس پر ڈبیٹ کی جاسکتی ہے۔ مختلف پلیٹ فارم سے ایوارڈز دیئے جاتے ہیں یہ ایک Healthy Exercise ہے جب لوگوں کو پتا چلتا ہے کہ وہ ایوارڈ ونر پروڈکٹ لے رہے ہیں تو پروڈکٹ پر ان کا اعتماد بڑھ جاتا ہے

اور دیگر کاموں میں استعمال کرتے تھے کافی عرصے اس کام سے منسلک رہنے کے بعد ہماری کمپنی کیمیکل کے شعبے سے وابستہ ہوگئی بلک میں کیمیکل امپورٹ کی جاتی تھی جو ہماری کمپنی کپڑے دھونے کے پاوڈر اور دیگر اشیاء تیار کرنے والوں، ہولسیلرز اور ٹریڈرز کو فروخت کرتی تھی، اس کے بعد ہم نے ٹائر کا کام شروع کردیا پھر ہماری کمپنی فارماسیوٹیکل کے شعبے سے وابستہ ہوگئی، فارما سیوٹیکل میں جو بھی وٹامنز، پروٹینز اور منرلز استعمال ہوتے ہیں وہ ہماری کمپنی چین، تھائی لینڈ اور دیگر ممالک سے امپورٹ کرکے فارماسیوٹیکل کمپنیوں کو فروخت کرتی تھی۔

یہ کام انڈینٹنگ کا ہوتا ہے انڈینٹر مینو فیکچرر، ڈسٹری بیوٹر اور امپورٹر کے درمیان برج کا کردار ادا کرتا ہے، وہ اپنا کمیشن رکھتا ہے اور مال کو آگے پارٹی کو فراہم کردیتا ہے اس طرح کاروبار کے پہیے کو رواں دواں رکھنے میں انڈینٹر کا بھی اہم رول ہوتا ہے پھر تھوڑا سا آگے چلیں تو ماچس کے شعبے میں آگئے اس کے بعد ہماری کمپنی فوٹوگرافی کے حوالے سے مشہور کمپنی کوڈک کی پاکستان میں ڈسٹری بیوٹر بن گئی اس طرح ٹریڈنگ والا تصور ختم ہوگیا، کوڈک کے ساتھ یہ لوگ دس، پندرہ تک جڑے رہے پھر جدید ٹیکنالوجی کی آمد سے آنے والی تبدیلی سے کوڈک کا ڈاون فال شروع ہوا تو ہماری کمپنی نے بھی اپنا بزنس تبدیل کیا اور ہم بیٹری سیل کی فیلڈ میں آگئے، 1999 میں پروگریسو گروپ نے پاور پلس بیٹری سیل متعارف کروایا، اس زمانے میں بیٹری سیل کی مارکیٹ آرگنائزڈ نہیں تھی اب آرگنائزڈ ہوگئی ہے اس وقت سو فیصد ٹریڈنگ پر کام ہوتا تھا، ٹریڈرز اور ہولسیلرز جاپان، چائنا، تھائی لینڈ، تائیوان اور دیگر ممالک سے کنٹینرز میں بیٹری سیل منگواتے تھے اور مارکیٹ میں سپلائی کردیتے تھے۔ ملک میں یہ کام آرگنائزڈ طریقے سے نہیں ہوتا تھا، ہماری کمپنی کو اس شعبے میں ترقی کے مواقع نظر آئے تو انھوں نے بیٹری سیل کے شعبے میں قدم رکھا، کھلونوں، گھڑیوں، ریموٹس ودیگر میں استعمال ہونے والے بیٹری سیل سے لے کر فارماسیوٹیکل ایکوپمنٹس میں استعمال ہونے والے بیٹری سیل تک سب میں ہم کام کررہے ہیں ہمارے بچپن میں ریڈیو میں بڑے بیٹری سیل استعمال ہوتے تھے ان کو نام کی بجائے رنگوں سے شناخت کیا جاتا تھا برانڈنگ کا کوئی تصور نہیں تھا، پروگریسو گروپ پہلی کمپنی ہے جس نے ملک میں پاور پلس برانڈ کے بیٹری سیل کو متعارف کرکے اس کو ایک پہچان دی، بیٹری سیل کی کیٹیگری تین حصوں میں تقسیم ہوتی ہے، سب سے پہلے الکلائن، اس کیٹگری کے بیٹری سیل مہنگے ہوتے ہیں اس کے بعد نان الکلائن کا نمبر آتا ہے ایک سروے کے مطابق ملک میں نو لاکھ ستر ہزار دکانیں ہیں اس میں سے چار لاکھ دکانوں میں پاور پلس برانڈ کا نان الکلائن بیٹری سیل دستیاب ہے۔ ڈبل اے، ٹرپل اے، چھوٹا، بڑا، پینسل سیل (ریموٹ والا یا گھڑی والا) ہر قسم کا سیل پاور پلس برانڈ میں دستیاب ہے اور ہمیں صارفین کا اعتماد حاصل ہے اور ہم بیٹری سیل کے شعبے میں مارکیٹ لیڈر ہیں کمپنی کی مجموعی سیل میں 38 فیصد حصہ بیٹری سیل کا ہے۔

سوال: پروگریسو گروپ آف کمپنیز کی ترقی بنیادی طور پر کس کے وژن کی مرہون منت ہے؟

جواب: کسی بھی کمپنی کی ترقی میں متعدد دماغ کام کرتے ہیں کوئی پروڈکٹ تخلیق کرتا ہے، کوئی بناتا ہے، کوئی مینجمنٹ دیکھتا ہے تو کوئی سیلز مارکیٹنگ کا شعبہ سنبھالتا ہے سب مل کر کمپنی کو ترقی کی منزل تک پہنچاتے ہیں، پروگریسو گروپ آف کمپنیز کی بات کریں تو ہمارے چیئرمین صدیق شیخ صاحب کے بھائی اور ہمارے ایم ڈی ادریس شیخ مرحوم کی یہ کیٹگری تھی ان کا انتقال 2019 میں ہوا یہ جو اسٹرکچر آپ دیکھ رہے ہیں اس میں ادریس شیخ صاحب کا بہت بڑا ہاتھ ہے۔ فوڈ کے بزنس میں صدیق شیخ صاحب کا بہت بڑا کردار ہے بیٹری سیل کے حوالے سے ادریس شیخ کی اہم خدمات ہیں کہہ سکتے ہیں کہ ان کے ہی وژن کے تحت پاور پلس بیٹری سیل ایک بڑا برانڈ بن گیا۔

ادریس شیخ مرحوم نے بنیادی اسٹرکچر بنایا پھر ان کے ساتھ مختلف لوگ جڑتے چلے گئے اور یوں پاور پلس بیٹری سیل کو یہ نمایاں مقام حاصل ہوا کہ پاور پلس بیٹری سیل آج اس شعبے کا مارکیٹ لیڈر بن گیا ہے۔ میں کنٹری کمرشل ہیڈ ہوں میں پورے پاکستان میں سیلز اور مارکیٹنگ کے معاملات کو دیکھتا ہوں میرے ساتھ پوری ٹیم ہے، کوئی ایریا منیجر ہے کوئی زونل تو کوئی ریجنل منیجر ہے، کوئی حیدرآباد میں بیٹھا ہے تو کوئی کسی اور شہر میں، ظاہر ہے ڈیٹا تو ہمیں وہاں سے بھی آتا ہے، ان پٹ وہاں سے بھی آتا ہے،

پروگریسو گروپ آف کمپنیز میں دائیں سے رمشا یاور بیگ، علینہ مزمل، نشید آفاقی، فیاض احمد ابڑو، اسامہ اور علی کا گروپ فوٹو

Over 175K Followers on social media now shining in print too

فیڈ بیک بھی آتا ہے، ہم ڈیٹا سے اپنی مطلب کی چیزیں نکالتے ہیں اس طرح اپنی اپنی effort s ڈالتے ہیں تو کمپنی آگے بڑھتی ہے۔ بہت سارے لوگوں کی محنت ہے، مگر ظاہر ہے جو مالکان ہیں جن کا پیسہ لگا ہوا ہے، تو اصل آئیڈیا وہیں سے آتا ہے، وژن بھی وہیں سے آتا ہے کہ ہم نے تین چار سال میں یہاں سے کتنا آگے جانا ہے، ہم نے یہ کیٹیگری لانچ کر دی ہے، ہم نے اس برانڈ پر کام کرنا ہے، ہم اپنے برانڈ کی پوزیشن اگلے دو تین سالوں میں اس پوزیشن پر دیکھنا چاہتے ہیں۔

سوال؛ پاور پلس بیٹری سیل پاکستان میں ہی بنائے جاتے ہیں؟

جواب: پاکستان میں کسی بھی بیٹری سیل کی مینو فیکچرنگ نہیں ہوتی۔ سب چائنا، جاپان، تائیوان اور دیگر ملکوں سے آتے ہیں۔ اس کی کچھ وجوہات ہیں پاکستان میں بیٹری سیل کا رامٹیریل دستیاب نہیں ہے مل جائے تو اس کی کوالٹی اچھی نہیں ہوتی پھر پلانٹ کو چلانے کے لئے آپ کو اسکلڈ ورکرز بھی چاہیے پلانٹ میں مسئلہ آگیا تو اس کی خرابیاں دور کرنا بھی ایک مسئلہ ہوگا بیٹری سیل بہت ہی حساس آئیٹم ہے چیز چھوٹی ہے مگر دھماکہ بڑا ہے تیں روپے کا بیٹری سیل نہیں ہے تو صبح آپ کا الارم نہیں بجے گا آپ تو سوئے رہیں گے دفتر نہیں پہنچ سکیں گے اگر گھڑی بند ہے تو کیا کریں گے آپ کا ٹائم رک گیا آپ کی زندگی رک گئی، اے سی ایک لاکھ روپے یا اس سے زیادہ کا ہوتا ہے لیکن اس کے ریموٹ میں اسی روپے کے بیٹری سیل

بعد

لیک

ہوجائے گا یہ سیل کی کوالٹی چیک کرنے کا پیرو میٹر ہے اسی طرح جو انٹرنیشنلی کوالٹی چیک کرنے کا طریقہ کار ہے اس سے گزار کر ہم یہ بات کرتے ہیں کہ ہمارے بیٹری سیل کی لائف اتنی ہے۔ اسی طرح اس کی قیمت اور صارفین کی ڈیمانڈ کے مطابق بھی اس کی کوالٹی کا تعین کیا جاتا ہے کبھی کبھی سیل جلد لیک کر جاتے ہیں اس کی وجہ یہ ہوتی ہے جہاں ہیوی ڈیوٹی سیل کی ضرورت ہوتی ہے آپ وہاں سستا والا بیٹری سیل استعمال کر لیتے ہیں۔ ہمارے پاس مختلف قیمت اور کوالٹی کے بیٹری سیل دستیاب ہیں جو ہم مارکیٹ کرتے ہیں اور صارفین کی ڈیمانڈ کا خیال رکھتے ہیں

130

اسٹاک کیپنگ یونٹس لاونچ کیے اس کو مینج کرنے کے لئے 150 افراد پر مشتمل سیلز کی ٹیم ہے 50 ڈائرکٹ ڈسٹری بیوٹرز ہیں 200 ان ڈائریکٹ ڈسٹری بیوٹرز ہیں 250 کا ڈسٹری بیوشن نیٹ ورک ہے آفس میں الگ اسٹاف ہے اور ڈسٹری بیوشن نیٹ ورک میں الگ لوگ کام کر رہے ہیں

سوال: ابتدا میں ملازمین کی تعداد کتنی تھی اور اب کتنی ہے؟

جواب: پہلے دس افراد کمپنی چلاتے تھے اب

سے

کچھ

تفصیلات

بتائیں؟

جواب: پاک غذا کی سب سے بڑی شناخت یہ ہے کہ ہم ایک ایسا انزائم مارکیٹ کو فراہم کر رہے ہیں جس کے بغیر ڈبل روٹی بن ہی نہیں سکتی اس انزائم کا نام ہے SUPER EKA 300 اس کے استعمال کے بغیر ڈبل روٹی میں سوفٹنیس نہیں آسکتی نا اس کی کوالٹی بہتر ہو سکتی ہے۔ ڈبل روٹی تیار کرنے والی کمپنیاں یہ انزائم ہم سے لیتی ہیں، پاکستان میں اس وقت ہم یہ انزائم پروڈکٹ ترکی کے اشتراک سے تیار کر رہے ہیں ۔

اس کے علاوہ ہم کوکو پاوڈر، بیکنگ پاوڈر، سو یا فلور پر کام کرتے ہیں اس کے علاوہ ابھی حال ہی

تمام کام آرگنائزڈ طریقے سے کرتی ہے ہم معیار کا بھی خیال کرتے ہیں اور قیمتوں کا بھی، اسی لئے پاور پلس کا نام معیار کی ضمانت بن چکا ہے۔

سوال: آپ کی انڈسٹری کو اور بزنس کمیونٹی کو کچھ مسائل ہیں تو آپ اپنے اس انٹرویو کے ذریعے سامنے لائیں؟

جواب: ہماری انڈسٹری کو دو بنیادی مسائل کا سامنا ہے ابھی حال ہی میں حکومت نے ہم پر دو فیصد ایڈوانس ٹیکس لگا دیا ہم سے مراد ان رجسٹرڈ کسٹمرز پر لگایا ہے پاکستان میں اس وقت 85 فیصد ان رجسٹرڈ کسٹمرز ہیں ہم انوائس میں دو فیصد شامل کرتے ہیں اس طرح پرائس زیادہ ہو جاتی ہے صارف پرائس دے نہیں رہا اور کہہ رہا ہے کہ ڈسکاونٹ دے دیں اگر میں ڈسکاونٹ دیتا ہوں تو مجھے ایک اور پریشانی کا سامنا رہے گا، میں جمع کر کے حکومت کو دے رہا ہوں یہ ہمارا کام نہیں ہے اس صورتحال سے ہمارا بزنس متاثر ہو رہا ہے، آپ اس سیکٹر کو آرگنائزڈ کریں اس پر کام کریں اس کے لئے ایکشن کی ضرورت ہوگی اس پر کوئی بات نہیں کر رہا ایک اچھا کریانہ اسٹور دس لاکھ تک کا بزنس کر رہا ہے مگر وہ کیا ٹیکس دیتا ہے سیلری پرسن تو ٹیکس دیتا ہے۔ آپ کسی ریسٹورنٹ میں چلے جائیں وہ آپ کے بل میں ٹیکس شامل کر دیتے ہیں حکومت توجہ نہیں دے گی تو بزنس مین ملک سے چلا جائے گا فیکٹریاں بند ہو جائیں گی تو بے روزگاری بڑھے گی گزشتہ ڈھائی سالوں کے دوران چھ فیصد ٹیکس بڑھا ہے امپورٹ ایکسپورٹ میں بھی ڈیوٹیز کے حوالے سے صورتحال خراب

نہیں ہوں گے تو آپ اس سہولت سے محروم ہو جائیں گے ایک لاکھ روپے کی مشین اسی روپے کے بیٹری سیل کی محتاج ہے آپ نے کہا گرمی لگ رہی ہے میں نے 16 پر کر دیا۔ آپ کہیں کہ سردی لگ رہی ہے تو میں نے بند کر دیا اگر ریموٹ میں بیٹری نا ہو تو میں یہ سارے کام کس طرح انجام دونگا بیٹری سیل ہے تو سستا مگر بڑی اہمیت کا حامل ہے ہم اپنے بیٹری سیل میں کوالٹی کا خیال رکھتے ہیں اس لئے پاور پلس بیٹری سیل پورے ملک میں بے حد مقبول ہیں، کوالٹی کا جانچنے کے لئے ہمارے کچھ پیرومیٹرز ہیں اس پر ہم کوئی سمجھوتہ نہیں کرتے ہیں جہاں سے ہم بیٹری سیل امپورٹ کرتے ہیں وہ بھی کوالٹی کا خیال کرتے ہیں اور ہمارے پاس ان ہاؤس بھی سہولت موجود ہے اس کا ایک دیسی طریقہ کار بھی ہے ٹارچ میں آپ بیٹری سیل لگا کر چھوڑ دیں سومنٹ، ستانوے۔ اٹھانوے منٹ کے

سوال: کوالٹی چیک کرنے کے لئے کسی سر ٹیفیکیشن کی ضرورت ہوتی ہے؟

جواب: کوالٹی کنٹرول کے حوالے جتنے بھی متعلقہ ادارے ہیں ہمارے پاس ان کی سرٹیفیکیشن موجود ہے اس کے بغیر کام کرنا ممکن نہیں ہے

سوال: پروگریسیو گروپ آف کمپنیز 130 سے زائد پروڈکٹ مارکیٹ کر رہی ہے اتنے بڑے کام کو کس طرح مینج کرتے ہیں؟

جواب: 130 اسٹاک کیپنگ یونٹس ہیں پہلے بیٹری لاونچ کی 2007 میں انسکیٹی سائیڈ لاونچ کئے پہلے یہ امپورٹ ہوتے تھے اب سب یہاں بن رہے ہیں پہلے انڈونیشیا، تائیوان، ترکی و دیگر ممالک سے آتے تھے اب سب یہاں بن رہے ہیں اسی طرح سال بہ سال مختلف پروڈکٹس لاونچ کے جاتی رہیں اور ہمیں مارکیٹ کا کنٹرول حاصل ہوگیا 26 سال کے دوران پانچ کیٹگریز اور

ملازمین کی تعداد 1000 سے زائد ہو چکی ہے، دس میں سے پانچ مالکان تھے سب کام مالکان خود کرتے تھے پہلے دو کمروں کا سیٹ اپ تھا اب ماشاءاللہ پوری وسیع عمارت ہے۔

سوال: آپ کون کون سی پروڈکٹس خود بنا رہے ہیں، کون سی امپورٹ کر رہے ہیں اور کون سی ایکسپورٹ؟

جواب: ہم صرف بیٹری سیل امپورٹ کر رہے ہیں جو سب ہی کر رہے ہیں، ہماری زیادہ تر پروڈکٹس ملک بھر میں سپلائی ہوتی ہیں، یہ بات میں پاور پلس کے حوالے سے کر رہا ہوں ہماری فوڈ کمپنی کے معاملات کچھ الگ ہیں، ایک کمپنی ہے پروگریسو ٹریڈرز پرائیویٹ لمیٹڈ، دوسری پاور پلس پرائیویٹ لمیٹڈ اور تیسری پاک غذا پرائیویٹ لمیٹڈ ہے ان تینوں کمپنیوں کو ملا کر پروگریسوز گروپ آف کمپنیز بنتی ہے۔

سوال: پاک غذا پرائیویٹ لمیٹڈ کے حوالے

میں ہم نے بیکری انڈسٹری کی سپورٹ کے لئے چاکلیٹ سلیب اور دیگر آئٹم تیار کئے ہیں جن کی بہت زیادہ ڈیمانڈ آرہی ہے۔ پاک غذا خالصتا ہمارے چیئرمین صدیق شیخ صاحب کا وژن ہے اور یہ کمپنی دیکھتے ہی دیکھتے مارکیٹ میں چھا گئی اور ہماری تمام پروڈکٹس مقبول ہو رہی ہیں۔ آپ کسی بھی بیکری میں چلے جائیں وہاں موجود کسی نا کسی پروڈکٹ میں ہمارا رمٹیریل ضرور ہوگا۔

سوال: ہمارے ملک میں اشیاء کی امپورٹ اور سپلائی آرگنائزڈ وے میں ہو رہی ہے یا سب اللے تللے چل رہا ہے؟

جواب: پاور پلس سمیت چند کمپنیاں ہیں جو آرگنائزڈ طریقے سے کام کر رہی ہیں زیادہ تر چند ہولسیلرمل کر کنٹینرز منگوا لیتے ہیں اور مارکیٹ میں پھیلا دیتے ہیں ان پروڈکٹس کے معیار اور قیمت کی ذمہ داری کوئی قبول نہیں کرتا جبکہ پاور پلس

ہے لوگ کچا پکا کر کے بغیر ڈیوٹی کے کنٹینرز نکال رہے ہیں اس ماحول میں قانونی کام کرنے والوں کو شدید مشکلات کا سامنا ہے اور ان کا مقابلہ کرنا مشکل ہو رہا ہے آپ کی سیل کم ہوگی نفع کم ہوگا تو آپ ری انویسٹ نہیں کر پائیں گے۔ انڈسٹری پھلے پھولے گی نہیں تو بے روزگاری بڑھے گی تو لوگ کہاں جائیں گے موبائل چھینیں گے بس، دیکھیں مارکیٹ میں پیسہ کیسے آئے گا پیسہ کمائیں گے تو ری انوسٹ ہوگا۔ نئی فیکٹریاں لگیں گی تو لوگوں کو روزگار ملے گا، بجلی کے بل دیکھیں کہاں تک پہنچ چکے ہیں ملک میں بجلی چوری ہو رہی ہے حالات ایسے پیدا کر دیئے جاتے ہیں لوگ مجبور اور بے بس ہو جاتے ہیں ہمارے ملک میں بہت سارے چیلنجز ہیں لیڈر شپ کو اس پر توجہ دینا چاہیے۔ توجہ ہوگی تو ملک ترقی کرے گا اور لوگوں کے مسائل حل ہوں گے۔

پاکستان اور امریکا کے درمیان ڈیجیٹل معیشت میں نئی شراکت

کرپٹو اور بلاک چین کے میدان میں تاریخی پیشرفت

کنزیومر واچ نیوز

پاکستان اور امریکا کے درمیان حالیہ دنوں طے پانے والا تاریخی تجارتی معاہدہ محض درآمدات و برآمدات تک محدود نہیں رہا بلکہ اس نے دونوں ممالک کے تعلقات کو ڈیجیٹل معیشت کی ایک نئی جہت عطا کی ہے۔ وزارت خزانہ کی جانب سے جاری بیان کے مطابق، معاشی سفارتکاری کے ایک مرحلے کے اختتام پر اب پاکستان اور امریکا کے درمیان کرپٹو کرنسی اور بلاک چین ٹیکنالوجی کے شعبے میں باہمی تعاون کو وسعت دینے کا فیصلہ کیا گیا ہے۔

اعلیٰ سطحی ملاقات: ڈیجیٹل مستقبل کا تعین

اس تناظر میں 31 جولائی کو ایک اہم پیشرفت دیکھنے میں آئی جب پاکستان کے وزیر مملکت برائے کرپٹو و بلاک چین، بلال بن ثاقب، اور امریکی صدر ڈونلڈ ٹرمپ کے ڈیجیٹل اثاثہ جات سے متعلق مشاورتی کونسل کے ایگزیکٹو ڈائریکٹر، بو ہائنس کے درمیان واشنگٹن ڈی سی میں ایک اعلیٰ سطحی ملاقات ہوئی۔ ملاقات میں کرپٹو پالیسی پر عالمی ہم آہنگی، پاکستان کی ڈیجیٹل حکمتِ عملی، اور ملک کو Web3 حب بنانے کے منصوبے پر تفصیلی تبادلہ خیال کیا گیا۔ یہ ملاقات ایسے وقت میں ہوئی جب امریکا نے طویل انتظار کے بعد اپنے ڈیجیٹل اثاثہ جات فریم ورک کا اعلان کیا، جو نہ صرف امریکی معیشت بلکہ عالمی سطح پر ڈیجیٹل اثاثوں کے ضوابط کے لیے ایک سنگ میل کی حیثیت رکھتا ہے۔ اس فریم ورک کے ذریعے امریکا نے واضح پیغام دیا ہے کہ وہ کرپٹو، بلاک چین اور ویب تھری ٹیکنالوجی کو اپنے مستقبل کے مالیاتی ڈھانچے میں مرکزی مقام دینا چاہتا ہے۔

پاکستان کی کرپٹو ڈپلومیسی کا تسلسل

بلال بن ثاقب کی یہ ملاقات ان کے جون 2025 میں امریکا کے اہم دورے کا تسلسل ہے، جس میں انہوں نے سینیٹرز سنت؟ یالومس، ٹم شیہی، رک اسکاٹ، نیویارک سٹی کے میئر ایرک ایڈمز اور دیگر اعلیٰ حکام سے ملاقاتیں کیں۔ ان ملاقاتوں کا مقصد کرپٹو کرنسیز سے متعلق قانون سازی، عالمی تعاون، اور بلاک چین پر مبنی ڈیجیٹل پالیسیوں کو فروغ دینا تھا۔ ان تمام ملاقاتوں نے پاکستان کو ایک سنجیدہ ڈیجیٹل معیشت کے طور پر عالمی نقشے پر ابھارنے میں کردار ادا کیا ہے۔

پاکستان کرپٹو کونسل کا فعال کردار

بلال بن ثاقب نہ صرف وزیر مملکت ہیں بلکہ پاکستان کرپٹو کونسل (PCC) کے چیف ایگزیکٹو آفیسر کے طور پر بھی خدمات انجام دے رہے ہیں۔ یہ کونسل ملک میں کرپٹو کرنسی اور دیگر ورچوئل اثاثوں کی نگرانی، ضابطہ کاری اور پالیسی سازی کی مرکزی اتھارٹی کے طور پر کام کرتی ہے۔ اس کے اہم مقاصد میں کرپٹو صنعت کے لیے قانون سازی، Virtual Asset Service Providers (VASPs) کے لیے لائسنسنگ فریم ورک کی تشکیل، اور بلاک چین ٹیکنالوجی کا مختلف شعبوں میں اطلاق شامل ہے۔

کونسل کا وژن صرف مالیاتی شعبے میں جدت لانا نہیں بلکہ تعلیم، صحت، زراعت اور حکومتی سروسز جیسے شعبوں میں بلاک چین ٹیکنالوجی کے ذریعے شفافیت، موثریت اور تیز رفتار عملدرآمد کو ممکن بنانا بھی ہے۔

ڈیجیٹل معیشت کی جانب عملی قدم

وزارت خزانہ نے زور دیا کہ پاکستان کی جانب سے کرپٹو اور بلاک چین کو قومی ترقی کے ایجنڈے میں شامل کرنے کی کوششیں اب عالمی سطح پر بھی تسلیم کی جارہی ہیں۔ پاکستان نہ صرف علاقائی سطح پر بلکہ دنیا بھر میں ڈیجیٹل تبدیلی کے ایک فعال کھلاڑی کے طور پر ابھر رہا ہے۔ حکومت پاکستان نے اس شعبے میں ریگولیٹری فریم ورک کی تیاری اور عمل درآمد کے لیے مختلف اسٹیک ہولڈرز کو شامل کیا ہے، جن میں بینکنگ ادارے، مالیاتی ریگولیٹرز، آئی ٹی کمپنیاں اور تعلیمی ادارے شامل ہیں۔

پاکستان کا Web3 ویژن

Web3 کو پاکستان میں فروغ دینا حکومت کی ایک طویل مدتی حکمت عملی کا حصہ ہے، جس کا مقصد ملک کو خطے میں ڈیجیٹل نوویلیشن سینٹر بنانا ہے۔ Web3 صرف انٹرنیٹ کی اگلی نسل نہیں بلکہ ایک ایسا نظام ہے جس میں اختیارات، سیکیورٹی اور شفافیت کو بلاک چین کے ذریعے بہتر بنایا جاتا ہے۔ اس ٹیکنالوجی سے پاکستان میں ڈی سنٹرلائزڈ فنانس (DeFi)، سمارٹ کانٹریکٹس، ڈیجیٹل آئیڈینٹیٹی اور ڈیجیٹل گورننس جیسے انقلابی تصورات کو فروغ دینے کی راہیں کھلیں گی۔

خطے میں پاکستان کا ممکنہ کردار

ایسے وقت میں جب ایشیا، مشرق وسطیٰ اور یورپ میں کرپٹو ضوابط پر سخت فیصلے لیے جارہے ہیں، پاکستان کا امریکا کے ساتھ تعاون اسے ایک ڈیجیٹل پل کے طور پر ابھار سکتا ہے۔ دونوں ممالک کا مشترکہ کرپٹو روڈ میپ مستقبل میں ایسے ادارہ جاتی ماڈلز کی بنیاد رکھے گا جہاں شفافیت، احتساب اور عالمی ہم آہنگی کو اولین ترجیح حاصل ہوگی۔

مستقبل کی راہ

پاکستان اور امریکا کے درمیان کرپٹو اور بلاک چین کے شعبے میں یہ نئی شراکت داری دونوں ملکوں کے لیے کئی مواقع لے کر آسکتی ہے۔ ایک جانب پاکستان کو سرمایہ کاری، روزگار، ٹیکنالوجی ٹرانسفر اور نوجوانوں کے لیے جدت پر مبنی روزگار کے مواقع میسر آئیں گے، تو دوسری جانب امریکا کو بھی ایک ابھرتی ہوئی مارکیٹ، اسٹریٹجک پارٹنر اور نئے تجرباتی فریم ورک کے لیے ایک قابل بھروسہ حلیف ملے گا۔

یہ پیشرفت اس بات کا مظہر ہے کہ پاکستان اب عالمی ڈیجیٹل معیشت کے مرکزی دھارے میں شمولیت اختیار کرنے جا رہا ہے۔ کرپٹو کرنسی، بلاک چین اور Web3 کے میدان میں پاکستان کی پالیسی سازی، ریگولیٹری ترقی، اور بین الاقوامی تعاون نہ صرف ملکی سطح پر ڈیجیٹل تبدیلی لائے گا بلکہ پاکستان کو ٹیکنالوجی کی دنیا میں ایک نمایاں مقام دلانے میں مددگار ثابت ہوگا۔ اگر یہ کوششیں اسی جذبے اور حکمت عملی سے جاری رہیں، تو آنے والے سالوں میں پاکستان کو ڈیجیٹل معیشت کی عالمی دوڑ میں ایک بااثر کھلاڑی کے طور پر دیکھا جاسکتا ہے۔

گوگل کا موجودہ الگورتھم کسی بھی کمپنی کے بند ہونے کی وجہ بھی بن سکتا ہے؟

بی بی سی رپورٹ

گذشتہ ایک برس میں گوگل نے اپنے سرچ انجن میں تھوڑی تبدیلی کی ہے۔ مجھے یقین ہے کہ آپ نے بھی نوٹ کیا ہوگا کہ جب آپ کوئی چیز سرچ کرتے ہیں تو پہلا نتیجہ جو آپ کے سامنے آتا ہے وہ مصنوعی ذہانت کی مدد سے تیار کیا گیا ہوتا ہے۔ گوگل چیٹ بوٹس کی جانب سے دیے گئے ان جوابات کو 'اے آئی اوور ویوز' کا نام دیتا ہے۔ اکثر یہ بہت ہی زیادہ مددگار ہوتے ہیں لیکن کبھی کبھار ان چیٹ بوٹس کی جانب سے لوگوں کو پتھر اور گوند کھانے کا مشورہ بھی دیا جاتا ہے۔ صرف یہی نہیں اے آئی اوور ویوز آپ کی مستقبل کی سرگرمیوں پر بھی اثر انداز ہوتے ہیں۔ رواں برس انٹرنیٹ استعمال کرنے والے 900 امریکی صارفین نے پیو ریسرچ سینٹر کو اپنی براؤزنگ ہسٹری کی نگرانی کرنے کی اجازت دی تھی۔ پیو کے ڈیٹا لیب کے ڈائریکٹر ایرون سمتھ کہتے ہیں کہ 'یہ صارفین سرچ کی صورت میں منظرِ عام پر آنے والے مصنوعی ذہانت کی مدد سے بنائے گئے خلاصے پر کم ہی کلک کرتے تھے اور اکثر اپنا براؤزنگ سیشن بھی پوری طرح سے بند کر دیتے ہیں۔' ایک نئے تحقیقی تجزیے کے مطابق گوگل استعمال کرنے والے صارفین کا دیگر صارفین کے مقابلے میں اے آئی کی فراہم کردہ ویب سائٹس پر کلک کرنے کا امکان دو گنا کم ہے۔ 26 فیصد صارفین کہتے ہیں کہ وہ اے آئی کی فراہم کردہ معلومات دیکھ کر براؤزر ہی بند کر دیتے ہیں۔

یہ 'بڑی بات' ہے کیونکہ لوگ ایک برس میں پانچ کھرب مرتبہ گوگل سرچ پر جاتے ہیں اور یہیں سے تقریباً تمام صارفین کی آن لائن سرگرمیوں کی شروعات ہوتی ہے۔ انٹرنیٹ پر موجود ویب سائٹس کی ایک بڑی تعداد اشتہارات کے ذریعے منافع کماتی ہیں، خاص طور پر وہ ویب سائٹس جو کہ معلومات اور مواد فراہم کرتی ہیں۔ یہ ایک ایسی دنیا ہے جہاں کسی بھی ویب سائٹ کی زندگی یا موت کا فیصلہ صارفین کی تعداد کرتی ہے۔ ایسے میں گوگل کا موجودہ الگورتھم کسی بھی کمپنی کے بند ہونے کی وجہ بھی بن سکتا ہے۔ ایمسیو نامی مارکیٹنگ ایجنسی کی سربراہ للی رے کہتی ہیں کہ 'زیادہ تر ویب سائٹس اپنا وجود برقرار رکھنے کے لیے گوگل ٹریفک پر انحصار کرتی ہیں۔' تاہم اے آئی اوور ویو کی وجہ سے ٹریفک میں کمی آ رہی ہے اور اس کے سبب ویب سائٹس کے منافع میں 20، 30 یا 40 فیصد بھی کمی آ رہی ہے۔ اس کا اثر لوگوں پر پڑ رہا ہے اور وہ اچھے معیار کا مواد بنانے سے بھی گریز کر رہے ہیں۔' گوگل آئندہ برسوں میں ایسا فیچر متعارف کروانے کا ارادہ بھی رکھتا ہے جو روایتی سرچ کے طریقے کو بدل کر رکھ دے گا۔ للی رے اور دیگر ماہرین کا کہنا ہے کہ گوگل کی ایسی پالیسی کا انٹرنیٹ پر بُرا اثر پڑے گا۔ کچھ لوگوں کو تو یہ بھی خوف ہے کہ کہیں پوری ویب ہی تباہ نہ ہو جائے۔ تاہم گوگل ان دعوؤں کو بے بنیاد قرار دیتا ہے۔ کمپنی کے ایک ترجمان نے بی بی سی کو بتایا کہ 'ہم روزانہ اربوں کلکس ویب سائٹس کو فراہم کرتے ہیں اور ہم نے ویب ٹریفک پر اب تک کوئی بڑی کمی نہیں دیکھی۔' پیو ریسرچ کی تحقیق کا حوالہ دیتے ہوئے ترجمان کا کہنا تھا کہ 'اس تحقیق کا طریقہ کار غلط ہے اور اس سے سرچ ٹریفک کو نہیں سمجھا جا سکتا۔' دوسری جانب پیو کا کہنا ہے کہ اسے اپنی تحقیق پر پورا اعتماد ہے۔ ایرون سمتھ کہتے ہیں کہ 'ہماری فائنڈنگز دیگر آزاد کمپنیوں کی جانب سے کی گئی ریسرچ سے مطابقت رکھتی ہیں۔' دیگر رپورٹس کے ذریعے بھی یہ معلوم ہوا ہے کہ اے آئی اوور ویوز کے سبب سرچ ٹریفک میں 30 سے 70 فیصد کی کمی دیکھنے میں آئی۔ للی رے کہتی ہیں کہ انھوں نے سینکڑوں ویب سائٹس سے لیے گئے یہ اعداد و شمار ذاتی طور پر دیکھے ہیں۔ لیکن گوگل نے بی بی سی کو بتایا کہ 'ہمیں اس ریسرچ کو نظر انداز کر دینا چاہیے کیونکہ یہ جانبدار ڈیٹا اور بے معنی کہانیاں ہیں۔' کمپنی کا مزید کہنا ہے کہ ویب ٹریفک کے کم یا زیادہ ہونے کی دیگر وجوہات بھی ہو سکتی ہیں اور اے آئی اوور ویوز صارفین کو معلومات کے دیگر ذرائع سے نہ صرف جوڑتا ہے بلکہ انھیں نئی ویب سائٹس دریافت کرنے میں بھی مدد دیتا ہے۔

تاہم گوگل کا اپنا اے آئی بوٹ بھی کمپنی کے پی آر ڈیپارٹمنٹ سے اتفاق کرتا ہوا نہیں نظر آتا۔ اگر آپ گوگل جیمینائی سے اس متعلق سوال پوچھیں تو وہ کہتا ہے کہ اے آئی اوور ویوز ویب سائٹس کو نقصان پہنچا رہے ہیں۔

للی رے کے مطابق اس بات کے ثبوت بالکل واضح ہیں کہ 'گوگل اس معلومات کو نیا رُخ دینے کی کوشش کر رہا ہے تا کہ سچ کو چھپایا جا سکے کیونکہ اس سے لوگ گھبرا سکتے ہیں۔' گوگل کا کہنا ہے کہ وہ شفافیت کو برقرار رکھنے کے لیے پُرعزم ہے۔ گوگل کے ترجمان کا کہنا ہے کہ 'لوگ مصنوعی ذہانت کی طرف جا رہے ہیں اور اے آئی فیچر لوگوں کو مزید سوالات کرنے میں مدد دیتا ہے اور انھیں نئی ویب سائٹس سے جڑنے کے مواقع فراہم کرتا ہے۔' لیکن للی رے کہتی ہیں کہ گوگل بڑے معاملے پر توجہ ہی نہیں دے رہا۔ 'گوگل کہہ سکتا ہے کہ کوئی بھی اب دیگر ویب سائٹس پر کلک نہیں کرنا چاہتا لیکن دراصل وہ دوسروں کی سخت محنت سے فائدہ اُٹھا رہے ہیں۔' للی رے مزید کہتی ہیں کہ 'وہ اچھا مواد بنانے والوں سے ان کے کلکس چھین رہے ہیں اور اسی مواد کو صارفین کے سامنے پیش کر رہے ہیں۔' وہ الزام عائد کرتی ہیں کہ اے آئی اوور ویوز اکثر چیزوں کو بالکل غلط طریقے سمجھتے ہیں۔ 'نہ صرف اس طریقے سے ویب سائٹس کے کلکس چُرائے جا رہے ہیں بلکہ لوگوں سے دیگر ذرائع سے معلومات حاصل کرنے کی آزادی بھی چھینی جا رہی ہے۔' تاہم گوگل کا کہنا ہے کہ اے آئی اوور ویوز کے ذریعے دیے گئے جوابات حقائق پر مبنی ہوتے ہیں۔

Over 175K Followers on social media now shining in print too

پورتو: پرتگال کا تاریخی شہر

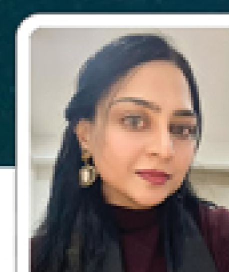

نئے جہاں کی تلاش
ارم زہرا (وینزو، چین)

کبھی کبھی سفر صرف فاصلہ طے کرنے کا نام نہیں ہوتا بلکہ وقت، فطرت، اور اندر کے موسم سے بھی ایک گزر ہوتا ہے۔

اُس صبح جب ہم اویرو سے پورتو کے لیے روانہ ہوئے، تو ہوا میں ایک عجب سی بے چینی تھی۔ سورج تو یورپ میں ویسے ہی کچھ زیادہ محبت جتاتا ہے، مگر ان دنوں پرتگال کی فضا میں صرف روشنی نہیں، گرمی کا غصہ بھی تھا۔

ٹرین وقت پر تھی، جیسا کہ یورپ میں عموماً ہوا کرتا ہے۔ مگر پلیٹ فارم پر کھڑے ہوتے ہوئے، میں نے پہلی بار محسوس کیا کہ سورج یہاں مہربان نہیں، بلکہ کچھ برہم سا لگتا ہے۔ آس پاس کے مسافر چھاؤں ڈھونڈتے پھر رہے تھے، اور میں نے پانی کی بوتل ہاتھ میں مضبوطی سے تھام لی، جیسے کسی دعا کا سہارا ہو۔

راستے میں ہسبینڈ جی نے فون پر خبر دیکھی

''پرتگال کے جنوب میں کئی جنگلات میں آگ بھڑک اٹھی ہے اور حکام نے الرٹ جاری کر دیا ہے۔''

میں نے کھڑکی سے باہر نظر ڈالی۔ جلتے ہوئے کھیت تو نہیں تھے، مگر پیلاہٹ میں ڈوبا منظر ضرور تھا جیسے کسی پینٹنگ کو تندور میں تپایا جا رہا ہو۔ دل میں ایک سوال سا ابھرا

''کیا ہم صرف زمین کو روندرہے ہیں، یا وقت کو بھی جلا رہے ہیں؟''

پرتگال میں گرمی معمول سے زیادہ ہو چکی ہے ان دنوں۔ درجہ حرارت تیزی سے بڑھتا جا رہا ہے۔ ہم ٹرین کی ٹھنڈی سیٹوں پر بیٹھے، مگر باہر کی فضا جیسے آنکھوں سے لپٹتی ہوئی محسوس ہو رہی تھی۔ میں نے سوچا ''کیا پرتگال کے وہ دن کبھی لوٹیں گے جب ہوا سمندر کی خوشبو لاتی تھی، نہ کہ راکھ کی بو؟''

شوہر نے میرے خیالات بھانپتے ہوئے آہستہ سے کہا

''ہم صرف سیر کو نکلے ہیں، مگر فطرت جنگ لڑ رہی ہے۔ اپنے لیے، ہمارے لیے، اور آنے والی نسلوں کے لیے۔''

اگر ہم پرتگال کی تاریخ کو مسلمانوں کی نظر سے دیکھیں، تو یہ صرف ایک ملک نہیں، اندلس کے ڈھلتے ہوئے سورج کی آخری کرنوں میں ڈوبا ہوا خطہ دکھائی دیتا ہے۔ پرتگال کی سرزمین کبھی اندلس کا حصہ تھی وہی اندلس جہاں قرطبہ کے چراغ جلتے تھے، جہاں گلیلیو سے پہلے ستارے ناپے جاتے تھے اور جہاں فلسفہ اذان کی بازگشت میں گم ہو جاتا تھا۔

711ء میں جب طارق بن زیاد نے جبل الطارق عبور کیا، تو اندلس کا سورج طلوع ہوا اور اس کی کرنیں پرتگال تک پہنچیں۔ عرب مور یہاں 8ویں صدی سے 13ویں صدی تک قابض رہے۔ لزبن، کوئمبرا، اویرو، اور پورتو یہ سب ان کے نقشِ قدم پر پروان چڑھے۔ انہوں نے نہ صرف زراعت، سائنس، فلسفہ اور فن تعمیر دیا، بلکہ اس سرزمین کو تہذیب کا ذائقہ بھی دیا

پورتو کی گلیاں چپ تھیں۔ وہی خاموشی جو تاریخ کے دفن ابواب میں سانس لیتی ہے۔ میں نے شہر کی پرانی عمارتوں، خمیدہ گلیوں اور اینٹوں کی چھتوں پر نظر ڈالی ان میں کہیں نہ کہیں، کسی مسلمان معمار کے ہاتھ کی جنبش چھپی محسوس ہوتی تھی۔ جیسے کسی نے پتھر میں وقت کو لکھ دیا ہو۔

میرے دل میں ایک سوال نے سر ابھارا۔ کیا یہاں کبھی اذان کی آواز گونجی تھی؟ کیا ان گلیوں سے کوئی مسلمان قاضی یا فلسفی گزرا تھا؟

پورتو (جسے اُس وقت ''Portus Cale'' کہا جاتا تھا) مکمل طور پر مسلم زیرِ تسلط تو کبھی نہیں رہا، لیکن قریبی شہر کوئمبرا، اور لشبونہ (لزبن) میں مسلمانوں کی حکومت تھی اور ان کے اثرات فاصلوں سے سفر کرتے ہوئے اس شہر کی شناخت میں شامل ہوئے کہ تہذیبیں صرف فوج سے نہیں، ثقافت، علم، زبان اور طرزِ فکر سے بھی سفر کرتی ہیں۔ پورتو اگرچہ مسلم حکمرانی میں نہیں آیا، مگر آس پاس کے شہروں میں جو علمی، زرعی، اور فنی ترقی ہوئی، اس کی خوشبو پورتو تک پہنچ گئی

یہی وجہ ہے کہ پورتو کے چند پرانے قلعے، آبی نظام، اور کچھ گمنام گلیوں میں آج بھی وہی انداز نظر آتا ہے۔ خمیدہ محرابیں، سفید و نیلا ٹائل ورک، زیتون کے درختوں کی قطاریں اور گنبد اسٹائل کا انفرا اسٹرکچر جو شاید کسی وقت وضو کے لیے پانی مہیا کرتے تھے۔

دریائے ''ڈورو'' کے کنارے پر جب ہم پہنچے، تو شام اپنا رنگ جما چکی تھی۔ پانی پر روشنیوں کے عکس تھے، اور ہوا میں خوشبو تھی پرانی اینٹوں کی، پرانے وقتوں کی۔ ہم نے ہاتھوں میں ہاتھ ڈالے اور Dom Luís I Bridge پر پیدل چلنا شروع کیا۔ دریائے ڈورو پرتگال کا ایک مشہور دریا ہے۔ یہ دریا اسپین سے نکلتا ہے اور پرتگال سے گزرتا ہوا بحرِ اوقیانوس (Atlantic Ocean) میں گرتا ہے۔ شہر پورتو (Porto) اسی دریا کے کنارے واقع ہے۔

پورتو کے رابیرا (Ribeira) علاقے میں ہم دیر تک گھومتے رہے۔ وہاں کی پتھریلی گلیوں میں ہر دروازہ جیسے ایک کہانی سناتا تھا۔ کچھ جگہوں پر پرانی مسجدوں کے آثار اب بھی موجود ہیں جیسے ''Igreja da Misericórdia'' کے پیچھے ایک چھوٹی سی محراب، جسے مقامی لوگ آج بھی ''مشرق کی کھڑکی'' کہتے ہیں۔

دریائے ڈورو کے کنارے، پورتو کا رابیرا جیسے کسی پرانی کہانی کا زندہ صفحہ ہو۔ ہم جیسے ہی پتھریلی گلیوں میں اترے، وقت کی رفتار سست ہو گئی۔ سامنے دریا خاموشی سے بہہ رہا تھا، اور اس کے ساتھ ساتھ پھیلا ہوا یہ محلہ رابیرا پرتگال کے ماضی، اس کے رنگ، اس کی گلیوں، اور اس کی روح کی مکمل تصویر بن گیا تھا۔

عمارتیں چھوٹے چھوٹے رنگین خانوں کی طرح ایک دوسرے سے جڑی ہوئی، بالکونیوں سے جھانکتے پھول، کچھ دیر بعد وہی فادو جسے ایک نوجوان لڑکی اپنی اداس آواز میں گا رہی تھی۔ اس کی آواز جیسے دریا کی لہروں پر تیرتی ہوئی میرے دل تک آ رہی تھی۔

رابیرا کے کنارے بیٹھ کر ہم نے چپ چاپ سورج کو دریائے ڈورو میں اترتے دیکھا۔ پانی سنہری ہو چلا تھا اور روشنی جیسے دیواروں پر رینگتی جا رہی تھی۔ مجھے لگا میں محض دیکھ نہیں رہی بلکہ سن رہی ہوں، محسوس کر رہی ہوں اس شہر کے گزرے ہوئے لمحے۔۔

پورتو میں اگرچہ مسلمانوں کی موجودگی لزبن یا الگاروے جتنی واضح نہیں، لیکن آرکیٹیکچر، واٹر چینلز، اور زراعتی نظام میں ان کے اثرات محسوس ہوتے ہیں۔ ماہرین کہتے ہیں کہ پورتو کے پرانے گلی کوچے اور پانی کی تقسیم کا نظام عرب انجینیئر نگ کی دین ہے۔

ہم نے اگلے دن مقامی میوزیم کا دورہ کیا جہاں ایک قدیم نقشہ نظر آیا۔ اس پر پورتو کو ''Burth'' کے نام سے دکھایا گیا تھا، جس کے نیچے عربی میں لکھا تھا:

''بلدعلی نہر واسع'' (ایک بستی جو ایک بڑی ندی کے کنارے پر ہے)

پورتو کے ریستورانوں میں ہم نے مقامی کھانے چکھے۔ مگر ایک چھوٹے سے ریسٹورنٹ میں جب ویٹر نے ''چکن تاجین'' اور ''کسکس'' کی بات کی، تو میرے چہرے پر حیرت پھیل گئی۔ ''یہ تو مراکش کا کھانا ہے!''

ویٹر ہنس کر بولا ''یہاں کے کچھ خاندان مسلمان بیک گراؤنڈ رکھتے ہیں، ہم آج بھی وہی ذائقے سنبھالے ہوئے ہیں۔''

ہسبینڈ جی نے میری طرف دیکھا، اور آنکھوں ہی آنکھوں میں کہا

''تاریخ صرف کتابوں میں نہیں ہوتی، ذائقوں میں بھی محفوظ رہتی ہے۔''

Over 175K Followers on social media now shining in print too

اگلے دن پورتو کی صبح کسی خوش الحان بانسری کی طرح تھی۔ ہمارے ہوٹل کی بالکونی سے نظر آنے والی پتھریلی چھتوں پر سورج کی پہلی کرنیں پڑی تھیں۔ ہوا ہلکی نم آلود، اور پرانی خوشبو سے لبریز تھی۔ میں نے ہسبینڈ جی کے لیے کافی بنائی، اور ہم دونوں گھنٹہ بھر یونہی چپ چاپ بیٹھے شہر کو جاگتے دیکھتے رہے۔

''آج کہاں چلیں؟'' انہوں نے پوچھا۔

''چلیں، کتابوں کے شہر چلتے ہیں۔ اور خوابوں کی سیڑھیاں چڑھتے ہیں۔'' Livraria Lello وہ لائبریری جہاں لفظ جادو بن جاتے ہیں۔

ہم جب پورتو کی مشہور ترین جگہ، Livraria Lello پہنچے، تو باہر لمبی قطار تھی۔ لال قالین جیسی سیڑھیاں اوپر جا رہی تھیں، اور دروازے پر سنہری نقوش چمک رہے تھے۔ ایک لمحے کو مجھے لگا میں کسی فلم کے سیٹ پر آ گئی ہوں۔ اوہ واقعی، یہ وہی لائبریری ہے جس نے J.K. Rowling کو ''ہیری پوٹر'' لکھنے میں متاثر کیا۔ کہا جاتا ہے کہ جب وہ پورتو میں انگلش پڑھاتی تھیں، تو یہاں آ کر بیٹھا کرتی تھیں۔ یہی مڑی تڑی سیڑھیاں، یہی لکڑی کی چھتیں، یہی قدیم کتابیں... شاید ہوگوارٹس کا خیال یہیں سے پیدا ہوا۔

جب ہم اندر داخل ہوئے، تو ایک عجیب خاموشی چھا گئی۔ ہر شے بولتی تھی، پر آہستہ۔ جیسے ہم کتابوں میں گم ہو گئے ہوں۔۔۔

پورتو کا ایک اور شاندار مقام torre dos clerigos، جو شہر کا بلند ترین ٹاور ہے۔ جہاں ہم نے 200 سے زائد سیڑھیاں چڑھیں، اور جب اوپر پہنچے تو پورا پورتو ہماری آنکھوں کے سامنے تھا۔ گلابی چھتیں، دریا، پرانے پل، اور دور دور تک پھیلا ہوا یورپی خاموشی کا طلسم۔

''یہاں کھڑے ہو کر دل کرتا ہے وقت تھم جائے، میں نے خود کلامی کی۔ پھر ہم گئے São Bento ریلوے اسٹیشن کی طرف، جو دنیا کے خوبصورت ترین اسٹیشنز میں شمار ہوتا ہے۔ اس کی دیواروں پر نیلی و سفید azulejos (پرتگالی ٹائلز) پر بنی کہانیاں تھیں جنگیں، محبتیں، بادشاہوں کی سواری، کسانوں کا جشن۔ میں نے سوچا ''کتنا عجیب ہے نا، ہم اپنی محبتوں کو انسٹاگرام پر محفوظ کرتے ہیں اور انہوں نے دیواروں پر بنا دیا!''

ہم نے یہاں شہر کا ایک اور نایاب عجوبہ دیکھا Igreja do Carmo۔ یہ دو چرچ ہیں جو ایک پتلی سی دیوار کے ذریعے الگ کیے گئے ہیں۔ کبھی ایک چرچ کو مردوں کے لیے، اور دوسرے کو عورتوں کے لیے مخصوص کیا گیا تھا۔

اگلے دن ہم نے فیصلہ کیا کہ صرف ماضی نہیں، حال بھی دیکھنا ہے۔ چنانچہ ہم گئے casa da musica جدید فنِ تعمیر کا شاہکار۔ شیشے، دھات اور زاویوں کی دنیا۔ ایک ایسا پرتگال جو روایت اور جدت کے بیچ کھڑا ہے۔ میں نے دل میں سوچا ''مسلمانوں نے یہاں علم دیا، فن دیا، روشنی دی۔ آج بھی وہ روشنی زندہ ہے، بس روپ بدل گیا ہے۔''

آخری دن ہم پھر Ribeira گئے۔ وہی دریا، وہی پل، وہی ہوا، مگر دل میں کچھ زیادہ جوش تھا۔ ہم نے کنارے پر بیٹھ کر دو کپ کافی، اور وہ خاموشی پی جو محبت سے زیادہ پُر اثر ہوتی ہے۔

''پورتو کی سب سے بڑی خاص بات کیا ہے؟'' ہسبینڈ جی نے پوچھا۔

میں نے دریا کی طرف دیکھا اور کہا

''یہ شہر آپ کی طرح ہے... خاموش، مضبوط، اور اپنے اندر کہانیاں چھپائے ہوئے۔'' وہ میری بات سن کر ہنستے رہے۔

ہم دن بھر گھوم کر ہوٹل واپس آئے تو میں نے سوچا تھا بس تھوڑا آرام کریں گے، پھر سو جائیں گے۔ مگر پورتو کا اصل چہرہ تو رات کو ظاہر ہوتا ہے۔

ہسبینڈ جی نے کہا، ''چلو نکلتے ہیں، شہر کی سانسیں رات میں سننے کا الگ مزہ ہے۔'' اور ہم نکل گئے ہاتھ میں ہاتھ، اور دل میں ایک چھوٹی سی بےچینی۔ سڑکیں روشن تھیں، مگر ہجوم نہیں تھا۔ یہاں کی نائٹ لائف میں شور نہیں، نرمی ہے۔ لوگ ہنس رہے تھے، مگر آہستگی سے۔ موسیقی بج رہی تھی، مگر دل کو چیرنے والی نہیں دل کو چھو لینے والی۔

ہم پہنچے Galerias de Paris پورتو کی سب سے مشہور نائٹ اسٹریٹ۔ یہ کوئی عام بازار یا ڈانس فلور نہیں، بلکہ ایک گلی ہے جہاں ہر قدم پر ایک کیفے، ایک بار، یا ایک چھوٹا سا جاز کلب ہے۔

ہم ایک ریسٹورنٹ کے باہر بینچ پر بیٹھے۔ سامنے کچھ نوجوان گٹار بجا رہے تھے، اور ساتھ ہی کوئی پرتگالی لڑکی ''فادو'' گا رہی تھی۔ ''فادو'' پرتگال کا ایک روایتی اور جذباتی موسیقی کا انداز ہے، جس کی خاص بات یہ ہے کہ اس میں اداسی، جدائی، تنہائی، مایوسی، یا کھوئے ہوئے وقت کی جھلک ہوتی ہے۔ یہ ایک پرانی، درد بھری پرتگالی صنف ہے، جس کی آواز میں صدیوں کی جدائی، محبت، اور انتظار ہوتا ہے۔ میں نے دل میں سوچا ''یہ آواز پرانی لگتی ہے؟ جیسے کسی کھوئے ہوئے عشق کی پکار ہو...''

ہم نے ایک ریسٹورنٹ چنا جو دریا کے کنارے تھا TabernadosMercadores چھوٹا سا ریسٹورنٹ، لکڑی کی میزیں، مدھم روشنی، اور ویٹر جو پرتگالی لہجے میں انگریزی بول رہا تھا۔ ہم نے پوچھا، ''کوئی مقامی ڈش تجویز کریں؟''

'' Bacalhau a bras وڈ مچھلی، آلو، انڈہ، اور زیتون کا امتزاج اور دوسری CaldoVerde آلو اور پتوں کا سوپ، جس میں سادہ پن کی گہرائی ہے۔

آخر میں ہم نے Pastel de Nata کھایا ایک چھوٹا سا کسٹرڈ ٹارٹ، اوپر دارچینی چھڑکی ہوئی۔ میں نے ہنستے ہوئے ہسبینڈ جی سے کہا

''یہ میٹھا آپ کی طرح ہے... باہر سے مضبوط، اندر سے نرم!''

کھانے کے بعد ہم پھر دریا کی طرف نکلے۔ Dom Luís I Bridge پر روشنی تھی، پانی میں عکس، اور ہوا میں رات کا وہ سکوت جس میں شہر سانس لیتا ہے۔ لوگ بیٹھے تھے، کچھ گٹار بجا رہے تھے، کچھ ہاتھ میں وائن لیے خاموش نظارے میں گم تھے۔ ہم ایک کنارے پر بیٹھ گئے اور اپنی اپنی سوچوں میں گم ہو گئے۔

ہم نے نائٹ لائف میں شور نہیں دیکھا بلکہ خاموش موسیقی کا تجربہ کیا۔ یہاں لوگ چیختے نہیں، گفتگو کرتے ہیں۔ یہاں روشنی آنکھیں چبھتی نہیں، دل روشن کرتی ہے۔ یہاں رات ختم نہیں ہوتی، بلکہ دل میں ٹھہر جاتی ہے۔ میں اور میرے شوہر واپس آ چکے ہیں، لیکن پورتو ہم سے الگ نہیں ہوا۔ اس کی نائٹ لائف، جس میں لفظوں سے زیادہ نظر کی گفتگو تھی۔ اس کے کھانے، جن میں ذائقہ نہیں، تاریخ تھی۔ اور اس کی گلیاں، جہاں ہم دو سائے بن کر گھومتے رہے اور بیچ میں وہ شہر... جس نے ہمیں کچھ پل کے لیے خود میں جذب کر لیا۔

پورتو کا سحر دل میں اتر چکا تھا اور ہم نے اپنے سوٹ کیس بند کیے، تو میرے دل میں ایک ہلکی سی اداسی تھی وہی جو کسی پیاری کتاب کا آخری صفحہ پڑھتے ہوئے ہوتی ہے۔

لیکن ہسبینڈ جی نے کہا، ''سفر ابھی ختم نہیں ہوا، اگلا سفر لسبن کی جانب ہے۔''

ہم نے پورتو کے Campanhã ریلوے اسٹیشن سے لزبن کے لیے ٹرین لی۔ اسٹیشن پر صبح کی روشنی کچھ تھکی تھکی سی تھی، جیسے شہر خود بھی ہمیں رخصت کر رہا ہو۔ ٹرین وقت کی مکمل پابندی سے روانہ ہوئی، اور کھڑکی کے اس پار وہی پرتگالی زمین، جو کہیں زیتون کے درختوں سے بھری ہوئی تھی، اور کہیں دور پہاڑوں کی اوٹ میں گم۔ یہ سفر تقریباً 2.5 سے 3 گھنٹے کا تھا اور ہم نے Alfa Pendular ٹرین چنی، جو نسبتاً تیز، آرام دہ اور جدید سہولتوں سے آراستہ ہے۔ ٹکٹ قیمت 20 سے 40 یورو کے درمیان تھی، مگر وقت، آرام اور منظر سب اس رقم کا نعم البدل تھے۔ اگرچہ (Intercity) Intercidades ٹرینز بھی اسی روٹ پر چلتی ہیں۔ تھوڑی سست، مگر آرام دہ۔ ہم نے فیصلہ کیا کہ رفتار اور منظر ایک ساتھ چنا جائے لیکن اگر آپ بس کے ذریعے لزبن جانا چاہیں تو وہ سہولت بھی میسر ہے۔ Rede Expressos اور دیگر کمپنیوں کی بسیں روزانہ پورتو سے لزبن کے لیے روانہ ہوتی ہیں۔

بس کا سفر تقریباً 3.5 سے 4.5 گھنٹے لیتا ہے، اور ٹکٹ عموماً 10 سے 20 یورو میں مل جاتی ہے۔ بسوں کے اندر ایک خاص قسم کی خاموشی ہوتی ہے۔ نہ وہ شور جو شہروں کا ہوتا ہے، نہ وہ تنہائی جو پہاڑ دیتی ہیں۔

بس کی کھڑکی سے نظر آنے والے چھوٹے دیہی گاؤں، انگوروں کی بیلیں، اور دھوپ میں چمکتی چھتیں دل میں ایسا سکون اُتارتی ہیں جیسے کوئی پرانا گیت ہو جو یاد آ جائے۔ چاہے ٹرین ہو یا بس، پورتو سے لزبن تک کا یہ سفر صرف فاصلہ طے کرنا نہیں بلکہ پرتگال کی روح کو چھونا ہے۔

ایک شمال سے دوسرے جنوب کی طرف جاتے ہوئے، جہاں زبان وہی ہے، مگر لہجہ، موسم اور وقت سب کچھ دھیرے دھیرے بدلتا ہے۔

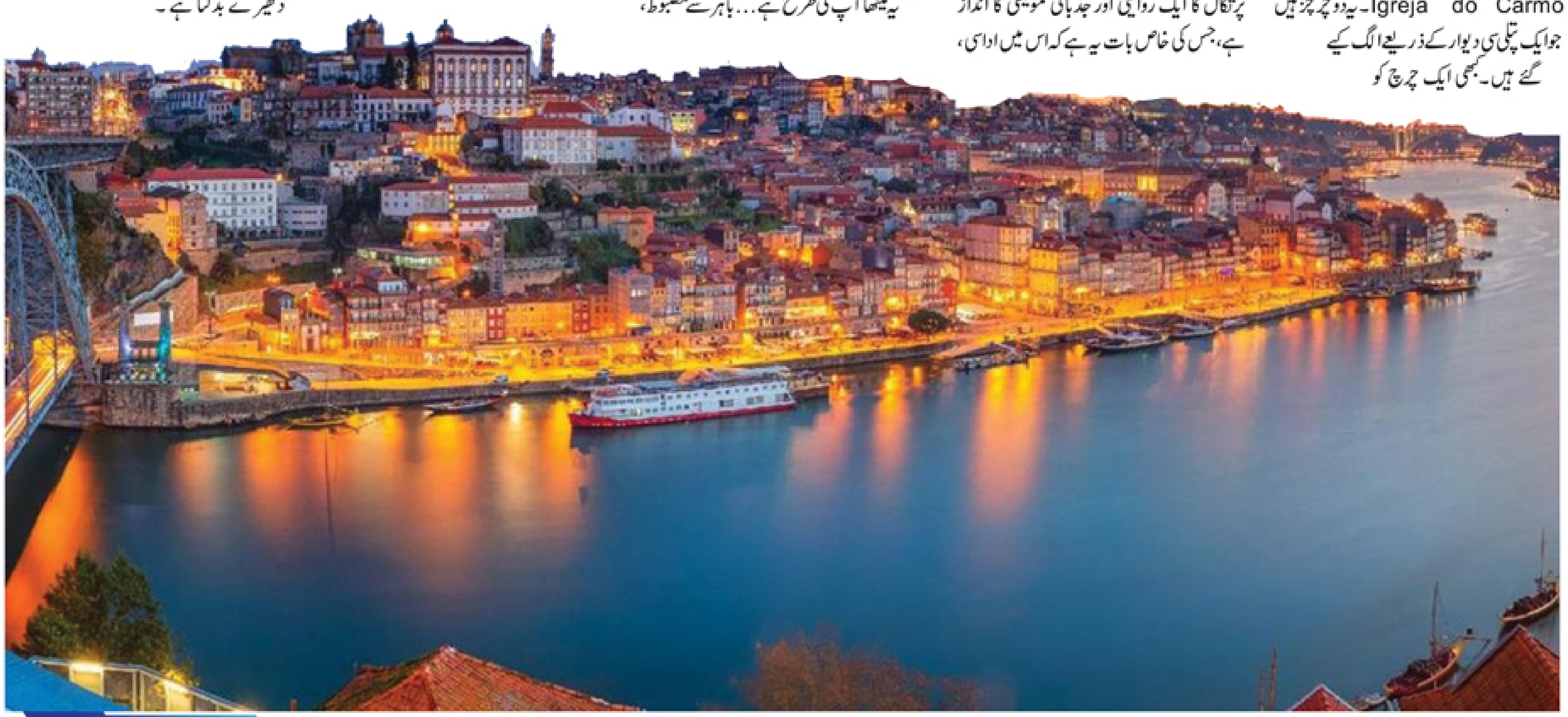

Over 175K Followers on social media now shining in print too

شوگرمافیا ڈٹ گئی

کریک ڈاؤن بے اثر، قیمتوں میں توازن نہ آسکا

کنزیومرواچ رپورٹ

ملک میں چینی کی قیمتوں میں حالیہ اضافہ ایک بار پھر عوامی توجہ کا مرکز بن گیا ہے۔ وفاقی حکومت کی جانب سے شوگر مافیا کے خلاف کریک ڈاؤن کے باوجود صورتحال میں کوئی بہتری نظر نہیں آ رہی۔ سرکاری نرخ مقرر ہونے کے باوجود نہ صرف چینی مہنگے داموں فروخت کی جا رہی ہے بلکہ ہول سیل اور ریٹیل سطح پر قیمتوں میں واضح فرق نے عام شہری کو شدید مشکلات سے دوچار کر دیا ہے۔ وفاقی وزارت فوڈ سیکیورٹی کی جانب سے اگست 2025 کے لیے جاری کردہ نرخنامے کے مطابق چینی کی فی کلو ایکس مل قیمت 165 روپے سے بڑھا کر 167 روپے مقرر کی گئی ہے۔ یہ قیمت چینی ملز سے براہ راست سپلائی کے لیے متعین کی جاتی ہے۔ تاہم زمینی حقائق اس سرکاری نرخ کی نفی کرتے ہیں کیونکہ چینی فی الوقت ہول سیل مارکیٹ میں 169 روپے فی کلو کے حساب سے فراہم کی جا رہی ہے، جو کہ مقررہ قیمت سے 2 روپے زیادہ ہے۔ اسی طرح ہول سیل مارکیٹ میں چینی کی سرکاری قیمت 170 روپے فی کلو مقرر کی گئی ہے، مگر ہول سیلرز یہ چینی 172 روپے فی کلو فروخت کر رہے ہیں۔ یہ صورتحال نہ صرف حکومت کے جاری کردہ نرخ نامے کی کھلی خلاف ورزی ہے بلکہ عوام کے اعتماد کو بھی مجروح کرتی ہے، جو پہلے ہی مہنگائی کی لپیٹ میں ہیں۔

ریٹیل سطح پر قیمتیں بے لگام

ہول سیل مارکیٹ میں قیمتوں میں اس اضافے کا اثر براہ راست ریٹیل مارکیٹ پر پڑا ہے۔ ہول سیل گروسرز ایسوی ایشن کے چیئرمین رؤف ابراہیم کے مطابق، ریٹیل سطح پر چینی کی قیمت 182 سے 200 روپے فی کلو تک جا پہنچی ہے، جو کہ سرکاری طور پر مقرر کردہ 173 روپے فی کلو کی قیمت سے کہیں زیادہ ہے۔ ان کا کہنا تھا کہ "اگر شوگر ملز حکومت کے مقرر کردہ 167 روپے فی کلو کی ایکس مل قیمت پر چینی فراہم کریں تو ہول سیل اور ریٹیل مارکیٹ میں کم از کم 2 سے 5 روپے فی کلو کی کمی ممکن ہے۔"

رؤف ابراہیم نے مزید بتایا کہ کمشنر کراچی کی جانب سے ریٹیل مارکیٹ کے لیے چینی کی قیمت 173 روپے فی کلو مقرر کی گئی تھی، لیکن اس پر عمل درآمد نہ ہونے کے برابر ہے۔ مختلف علاقوں میں دکاندار چینی 182 سے 200 روپے فی کلو فروخت کر رہے ہیں، اور پرائس کنٹرول کے حکام اس خلاف ورزی پر کوئی موثر کارروائی نہیں کر پا رہے۔

شوگر ملز کی جانب سے مزاحمت

مارکیٹ ذرائع کے مطابق، اگرچہ حکومت نے چینی کی قیمتوں کو کنٹرول کرنے کے لیے شوگر ملز کے خلاف کریک ڈاؤن شروع کیا ہے، تاہم شوگر ملز مالکان تاحال سرکاری نرخ پر چینی کی فراہمی کے لیے تیار نہیں۔ ملز کی جانب سے یہ مؤقف اختیار کیا جا رہا ہے کہ موجودہ پیداواری لاگت اور دیگر اخراجات کے پیش نظر 167 روپے فی کلو کا نرخ غیر حقیقی ہے۔ اسی وجہ سے شوگر ملز چینی 169 روپے فی کلو کی قیمت پر ہی مارکیٹ میں فراہم کر رہی ہیں۔

شوگر ملز مالکان کا کہنا ہے کہ توانائی کی بڑھتی ہوئی قیمتیں، خام مال کی لاگت، اور ٹیکسز کی بھرمار کے باعث ان کے لیے سرکاری قیمت پر چینی کی فروخت ممکن نہیں۔ تاہم حکومتی حلقے اس مؤقف کو ماننے کے لیے تیار نہیں اور اسے "من مانے منافع" کی کوشش قرار دے رہے ہیں۔

عوامی ردعمل اور مشکلات

دوسری جانب عام صارفین اس صورتحال سے شدید نالاں ہیں۔ ایک مقامی خاتون، شمیم اختر، جو کہ ناظم آباد کی رہائشی ہیں، کا کہنا تھا کہ "چینی تو اب سونے کے بھاؤ بک رہی ہے۔ بچوں کے لیے شربت بنانا بھی مشکل ہو گیا ہے۔ حکومت صرف اعلان کرتی ہے، عملدرآمد کہیں نظر نہیں آتا۔"

اسی طرح گلشن اقبال کے ایک دکاندار نے بتایا کہ "ہم بھی مہنگی چینی خریدتے ہیں، تو سستی کیسے بیچیں؟ جب ہول سیل میں ہی 172 روپے کی پڑ رہی ہو تو ہم 173 روپے میں کیسے بیچ سکتے ہیں؟ حکومت صرف پرچیاں بانٹ رہی ہے، قیمتیں خود چیک کرے۔"

حکومتی اقدامات اور ناکامی

اگرچہ حکومت نے حالیہ دنوں میں شوگر مافیا کے خلاف مختلف شہروں میں کارروائیاں کی ہیں، گوداموں پر چھاپے مارے ہیں اور ناجائز ذخیرہ اندوزی کے خلاف اعلانات کیے ہیں، مگر ان اقدامات کا عملی فائدہ عوام تک نہیں پہنچ سکا۔ اس وقت بھی ملک کے مختلف شہروں میں چینی کی قیمتیں ایک دوسرے سے مختلف اور اکثر سرکاری نرخ سے کہیں زیادہ ہیں۔

وفاقی حکومت کے ترجمان نے حالیہ پریس بریفنگ میں کہا کہ "ہم نے شوگر مافیا کو واضح پیغام دے دیا ہے کہ من مانی قیمتوں کی اجازت نہیں دی جائے گی۔ مگر اب بھی اگر کوئی سرکاری نرخ سے تجاوز کرتا ہے تو سخت کارروائی کی جائے گی۔" تاہم اس بیان کے باوجود مارکیٹ میں چینی مہنگے داموں فروخت ہو رہی ہے۔

حل کیا ہوسکتا ہے؟

ماہرین کا کہنا ہے کہ جب تک شوگر ملز اور ہول سیل سطح پر سرکاری قیمت پر سختی سے عمل درآمد نہیں کرایا جاتا، ریٹیل مارکیٹ میں استحکام ممکن نہیں۔ ساتھ ہی قیمتوں کی نگرانی کا نظام مؤثر بنانا ہوگا، اور پرائس کنٹرول مجسٹریٹس کو فعال کردار ادا کرنا ہوگا۔

اقتصادی ماہرین تجویز کرتے ہیں کہ حکومت کو چینی کی قیمتوں میں شفافیت کے لیے روزانہ کی بنیاد پر ایک فعال مانیٹرنگ نظام متعارف کروانا چاہیے، جس میں ملز، ہول سیلرز اور ریٹیلرز سب کے نرخ درج کیے جائیں اور ان کا آن لائن ریکارڈ رکھا جائے۔ اس سے نہ صرف شفافیت بڑھے گی بلکہ من مانی قیمتوں پر بھی قابو پایا جا سکے گا۔

چینی کی بڑھتی قیمتیں صرف ایک اقتصادی مسئلہ نہیں بلکہ عام شہری کی روزمرہ زندگی پر براہ راست اثر ڈالنے والا بحران ہے۔ حکومت اگر واقعی قیمتوں پر قابو پانے میں سنجیدہ ہے تو صرف کریک ڈاؤن یا بیانات کافی نہیں، بلکہ عملی، پائیدار اور شفاف اقدامات کرنا ہوں گے۔ شوگر مافیا کی مزاحمت کو توڑنا اور قیمتوں میں توازن پیدا کرنا ناگزیر ہو چکا ہے، ورنہ عوامی اعتماد مزید متزلزل ہوگا۔

Over 175K Followers on social media now shining in print too

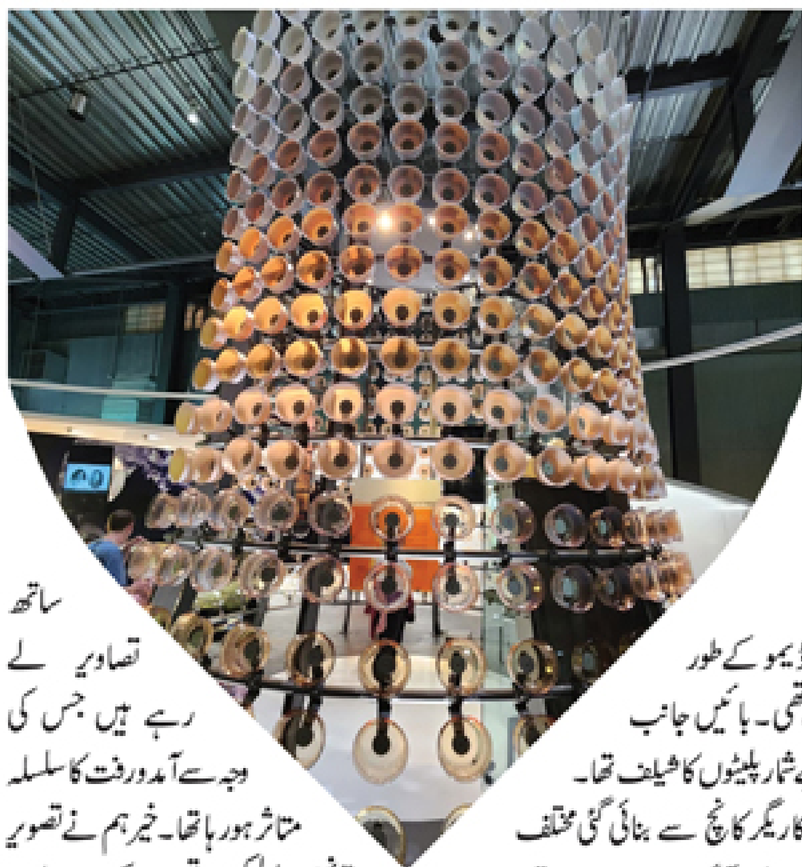

گیارہ مخروطی جھیلیں

جہانِ امریکا
حمیرا گل تشنہ

اس بات کا تو ہم کو یقین ہے کہ اللہ تعالیٰ نے ہمارے ہاتھ میں سفر کی لکیر کھینچی ہے۔ اس بار میموریل ویک اینڈ پر ہمارے میاں جی کو لاڈ آیا اور پیکنگ کا حکم صادر کیا۔ اب اندھا کیا چاہے؟ دو آنکھیں! ہم نے بھی فرمانبرداری کا ثبوت دیتے ہوئے رخت سفر باندھا اور نکل پڑے خدا کی قدرت کے کچھ اور جلوے دیکھنے کو جیسے اونگھتے کو ٹہلنے کا بہانہ مل گیا ہو۔

لیکن اس بار سفر کے لیے جو نکلے تو طے کیا کہ باہر کا کھانا کم سے کم کھایا جائے گا۔ اب کیا کریں ہماری موئی زبان کو بازار کے کھانے ذرا نہیں بھاتے۔ بس اسی لیے ہم اپنے ہاتھوں سے گھر پہ بیگل bagal بنائے اور ناشتے کے سامان کے طور پر پیک کیے۔ اس کے علاوہ حلیم، شامی کباب، پلاؤ بنا کر شب کی ضیافت کا اہتمام کیا اور گنگناتے ہوئے نکلے۔

''میں نگری نگری گھوموں۔۔۔میں عشق میں تیرے جھوموں''

اس بار گاڑی کا رخ "فنگر لیک" finger lakes نیویارک کی جانب تھا جو کہ تقریباً کنیکٹ ٹی کٹ سے پانچ گھنٹے کے فاصلے پر ہے۔ اسے آپ پتلی لمبی گیارہ جھیلوں کا گروپ کہہ لیں۔ یہاں 1720 میں نیٹو امریکن قبیلے آباد ہوا کرتے تھے۔ یہ کوئی نہیں بتا سکتا کہ اس جگہ کا نام فنگر لیکز کیسے پڑا؟! البتہ united states geological survey by Thomas Chamberlin نے 1883 میں اس علاقے کی رپورٹ شائع کی جس میں اس جگہ کے لیے فنگر لیکز کا لفظ استعمال ہوا بعد میں 1893 میں قانونی طور پر اس جگہ کو فنگر لیکز کا نام دیا گیا۔ ویسے اگر سیٹلائٹ کی مدد سے یا بلندی سے اس جگہ کو دیکھا جائے تو یہ مخروطی جھیلیں اپنے نام کی عکاسی کرتی ہوئی ملتی ہیں۔

خیر، ہم پانچ گھنٹے کے اس طویل سفر میں صرف ایک ریسٹ ایریا پر ذرا سی دیر ستانے کو رکے اور پھر گاڑی کاٹیج (ہوٹل) کے دروازے پر ہی جا کر رکی۔ کیونکہ یہ کاٹیج کی طرز پہ بنا ہوٹل تھا جس کا ویلکم روم بند تھا۔ اب نہ آدم نہ آدم زاد، سفر کی تھکان الگ، بندہ بیزار ہو ہی جاتا ہے (ہم بھی ہوگئے)۔ ہم نے اپنے میاں کو آنکھیں دکھائیں (جو انھوں نے جان بوجھ کر نہیں دیکھیں) اور کہنا چاہتے تھے کہ کیا یہی جگہ ملی تھی؟ لیکن اس سے پہلے کہ ہم کچھ کہتے ہوٹل کے مالک صاحب اپنی والدہ کے ہمراہ ٹہلتے ہوئے سامنے سے آتے دکھائی دیے۔

کاٹیج میں داخل ہوتے ہی سمجھو تھکان دور ہوگئی۔ ہلکے سبز رنگ کا کمرہ اور سفید و گلابی رنگ کے کمفرٹر نے ذہن پر خوشگوار اثرات مرتب کیے۔ بس پھر کیا تھا گاڑی سے سامان کمرے میں منتقل کیا اور پھر نکل گئے آوارہ گردی کرنے لیے۔ اور پہنچے لوکل آئس کریم کی دکان پر وہاں سے آئس کریم لی اور جھیل کنارے بیٹھ کر سکوں سے کھاتے ہوئے غروب آفتاب کا منظر دیکھا۔

دوسرے دن صبح تقریباً دس بجے تک ہم پہنچے کورننگ میوزیم آف گلاس (corning museum of glass) اور وہاں پہنچ کر وقت کا اندازہ کرنا واقعی بہت مشکل کام ہے۔ ان کی آرٹ گیلری میں ہر شے شیشے سے بنی ہوئی اور عام ایگزیبیشن سے بہت ہی مختلف ہے۔

ایک طرف شیشے کی ساڑھی پہنے عورت کا مجسمہ تھا تو دوسری طرف پیرامڈ بنے ہوئے تھے۔ ایک جانب شیشے کا ٹوٹا ہوا سرخ رنگ کا فانوس تو دوسری طرف گلاسوں سے سجا چھت کو چھوتا ریک۔ ابھی ہم ایگزیبیشن دیکھنے میں مگن تھے کہ ایک انڈین خاتون نے مسکراتے ہوئے مخاطب کیا اور پوچھا، "آپ حمیرا گل تشنہ ہیں ناں؟" ہم جو سکون سے شیشے کی دنیا میں گم تھے واپس زمینی دنیا میں آئے اور غائب دماغی سے بولے، جی ہاں، اور آپ؟ وہ خاتون مسکرا کر کہنے لگیں میں گیتا ہوں نیوجرسی سے آئی ہوں یہاں۔ آپ کو مشاعرے میں سنا تھا آپ کی شاعری بہت اچھی ہے۔ ہم نے مسکرا کر ان کا شکریہ ادا کیا۔ ان کی فیملی سے بڑھ کر ہیلو ہائے کی اور ان کی خواہش کے مطابق سیلفی بھی کھنچوائی اور ان سے رخصت لی۔ ہمارے میاں جی ساری کارروائی سکون سے دیکھتے رہے پھر بولے، " لگتا ہے مشہور ہوگئی ہو۔"

گلاس ایگزیبیشن کے حصے سے جیسے ہی نکلے سامنے بڑا سا دروازہ دکھائی دیا۔ ہم بھی شتر مرغ کی طرح منہ سیدھے دروازے سے داخل ہوئے تو سامنے ہی کانچ کی بوتلوں کا چھت کو چھوتا شیلف دکھا جہاں کانچ سے شراب کی پہلی بنائی گئی بوتل بھی ڈیمو کے طور پر رکھی تھی۔ بائیں جانب کانچ کی بے شمار پلیٹوں کا شیلف تھا۔

آگے بڑھے تو کاریگر کانچ سے بنائی گئی مختلف چیزوں کے بارے میں آگاہی دے رہے تھے۔ ہم بھی موقع ملتے ہی سیٹ پر بیٹھ گئے۔ کاریگر نے کانچ کو پگھلا کر چھوٹی سی پرفیوم کی بوتل تیار کی۔ آگ کی حدت کا اندازہ کرنا شیشے کو ایک مخصوص شکل دینا اور بوتل کی شکل دینے کے لیے شیشے کے دوسرے رخ سے خاص تناسب سے پھونک مارنا واقعی حیران کن عمل تھا۔ کیونکہ شام کو ہم کو واپس گلاس میوزیم آنا تھا اس لیے ہم وہاں سے نکل کر سیدھا پارکنگ کی جانب بڑھے۔

اب ہمارا رخ فنگر لیک کے علاقے میں موجود واٹکنز جین اسٹیٹ پارک (Watkins genn state park) کی جانب تھا۔ وہاں پہنچ کر دس ڈالر داخلے کی فیس دی اور پارک کا نقشہ حاصل کیا۔ تقریباً پندرہ سے بیس منٹ تو اس نقشے کا بغور جائزہ لیا تاکہ راستے کا تعین کیا جا سکے کہ کون سا راستہ منزل تک پہنچنے کے لئے لینا بہتر ہوگا اور جی پھر شروع ہوئی ہماری ہائیکنگ۔ اور سچ پوچھیں تو وہاں پہنچ کر ہماری اور میاں جی کی شروع ہوئی ریس۔ کبھی وہ آگے بڑھ جاتے تو کبھی ہم۔ یونہی ہنسے کھیلتے اونچے نیچے رستوں پر سے گزرتے ہوئے تقریباً ایک گھنٹہ چلنے کے بعد ہم ایک غار میں داخل ہوئے۔

اس غار میں پہنچ کر اندازہ ہوا کہ ہم نہیں دنیا میں، دیوانے ہزاروں ہیں۔ بے شمار لوگ خدا کی قدرت کے جلوے دیکھنے کے لیے بیتاب تھے۔ یہی وجہ تھی کہ بہت رش تھا۔ دوسری وجہ رش کی ہمیں آگے پہنچ کر سمجھ آئی۔ غار سے نکلتے ہی جو راہداری ہے اس کے عین اوپر سے آبشار گر رہی ہے۔ تو بے شمار لوگ وہاں رک کر پس منظر میں گرتے ہوئے پانی کے ساتھ تصاویر لے رہے ہیں جس کی وجہ سے آمد و رفت کا سلسلہ متاثر ہو رہا تھا۔ خیر ہم نے تصویر تو نہیں لی لیکن ہاتھوں کے پیالے بنا کر آبشار کا پانی ضرور پیا اور جیسے پانی پیتے ہی ساری تھکن دور ہوگئی۔ آگے رک کر تھوڑی دیر اس منظر سے لطف اندوز ہوتے رہے اور واپسی کی راہ لی کیونکہ ابھی ایک گھنٹہ واپس گاڑی تک پہنچنے کے لیے چلنا بھی تھا اور پانچ بجے تک گلاس میوزیم بھی واپس پہنچنا تھا۔

وہاں سے نکلے تو تقریباً ساڑھے تین بج رہے تھے اور شدید بھوک کا احساس بھی ہو رہا تھا۔ اب ہم واپس میوزیم کے راستے میں تھے کہ تندوری پیزے (wood fire pizza) کی چھوٹی سی دکان دکھی۔ بس نہ آؤ دیکھا نہ تاؤ فوراً گاڑی روکی. آپ کو کیا لگا یہ کوئی تندوری مصالحہ پیزا ہوگا، جی نہیں یہ پیزا چھوٹی سی بھٹی میں لکڑی جلا کر بنایا جاتا ہے اور اسی لیے اس کا ذائقہ بہت عمدہ ہوتا ہے۔ خیر، یہاں سے کھانا کھا کر واپس کورننگ میوزیم آف گلاس پہنچے اور گفٹ شاپ سے یادگار کے طور پر ایک دو چیزیں لیں۔ اور پانچ بجے ساتھ ہی بنی دوسری بلڈنگ شیشے کے کارخانے میں گئے۔

عجیب شوق ہیں ہمارے ہر چیز ہر کام کا تجربہ کرنا۔ اس کو محسوس کرنا، دیکھنا، پرکھنا۔ تو اس کارخانے میں بھی تجربہ کرنے پہنچ گئے۔ اور اس بار یہ طے کیا کہ شیشے سے لاکٹ بناؤں گی وہ بھی اپنے ہاتھوں سے۔

یہ تجربہ کرنے کی فیس الگ سے پینتالیس ڈالر تھی۔ وہاں پہنچے تو اس کے دو کاریگر ہمارے ساتھ تھے ہمیں فوراً ایپرن، آستینیں، اور کالا چشمہ پہننے کو کہا۔ اس کے بعد شروع ہوا ہمارے لاکٹ بنانے کا عمل جس کے لیے ہم نے کالا، سفید، اور نیلا ان تین رنگوں کا انتخاب کیا۔ آگ پہ شیشے کو پگھلانا، اس پگھلے ہوئے شیشے میں دوسرے رنگوں کو ملانا۔ شیشے کو ایک خاص حدت پہ رکھنا اور اس کو اپنی مرضی کی شکل دینے کے لیے بڑے تحمل سے گزرنا پڑا۔ یہ نہ ہو کہ تپش زیادہ ہو جائے اور یہ بھی نہ ہو کہ لاکٹ کی شکل ہی بگڑ جائے۔ خیر ہماری مدد کرنے والے کاریگر کی مدد سے جب لاکٹ تیار ہو گیا تو اس کو ایک خاص کیمیکل میں ڈالا تاکہ وہ وقت کے ساتھ ٹھنڈا ہو سکے۔ اس کارروائی کے بعد ہمیں ایسا لگا جیسے پیسے وصول ہو گئے۔ زندگی میں بے شمار تجربے کیے لیکن یہ کافی الگ تھا۔

وہاں سے واپس ہوٹل آتے ہوئے سینیکا لیک (seneca lake) پر رکے اور واک کرتے ہوئے غروب آفتاب کا منظر دیکھا اور فنگر لیکز finger lakes کی شام کو پھر آنے کا کہہ کر خدا حافظ کہا۔

روسی ہاؤس کراچی میں رشین پوئیٹری ڈے کا جشن

کنزیومر واچ رپورٹ

روسی ہاؤس کراچی میں "رشین پوئیٹری ڈے" کی ایک شاندار اور پُر جوش تقریب کا انعقاد کیا گیا، جس میں 5 سال سے لے کر 50 سال تک کی عمر کے شرکاء نے بھرپور شرکت کی۔ یہ تقریب عظیم روسی شعرا کی ادبی وراثت کو خراجِ تحسین پیش کرنے کے لیے منعقد کی گئی. مقابلے میں اردو، انگریزی اور روسی زبانوں میں کلام پڑھنے کے لیے ایک منفرد پلیٹ فارم فراہم کیا گیا۔

شرکاء نے اپنے پُر اثر انداز میں شاعری پیش کی، اور حاضرین کی توجہ کو اپنی گرفت میں لیے رکھا۔ تقریب کا ماحول بہت منظم رہا۔

تقریب کی میزبانی ربیعہ علی فریدی نے آصف الیاس کے ساتھ مل کر نہایت خوبصورتی اور دلنشینی سے انجام دی، ان کی پرکشش میزبانی نے تقریب کو مزید دلکش بنادیا۔ آصف الیاس ریڈیو اور تھیٹر کا مشہور نام ہے اردو شاعری کی پڑھت میں شاہ لیزے نے اول پوزیشن حاصل کی جبکہ انگلش نظم کو خوبصورتی سے پیش کرنے پر کم سن خضر ساجدی اول نمبر پر آئے، روسی میں شاعری پیش کرنے پر وجاہت اول آئے یہ ججز کے لیے ایک مشکل مرحلہ تھا، مقابلے کے اختتام پر تمام شرکاء کو اسناد، شیلڈز، اور تحائف سے نوازا گیا تاکہ ان کے شوق کی حوصلہ افزائی کی جاسکے۔

معزز ججز میں رسلان ایم۔ پرخوروف، چیئرمین جیوری، نائب قونصل اور روسی مرکز برائے سائنس و ثقافت پاکستان کے ڈائریکٹر ندیم ظفر صدیقی ڈپٹی چیئرمین جیوری، ادبی منتظم اور ثقافتی شخصیت ڈاکٹر حسین تھیبو، تجارتی امور کے ماہر، صحافی اور میڈیا ایکسپرٹ نازیہ غوث شاعرہ اور ماہر تعلیم، فریحہ عاقب، اسسٹنٹ ڈائریکٹر روسی ہاؤس کراچی، ادیبہ اور تھیٹر کوآرڈینیٹر شا ارسلان ممتاز پاکستانی کاروباری شخصیت، جو کئی سال روس میں مقیم رہیں اور پاکستان کی سرکردہ کاروباری خواتین میں شامل رہی ہیں تقریب کے بعد مہمانوں اور شرکاء کی تواضع پرتکلف ہائی ٹی سے کی گئی، جس نے، گفتگو اور ثقافتی ہم آہنگی کے لمحات کو مزید خوبصورت بنادیا۔

روسی ہاؤس ادب اور ثقافت کے فروغ اور پاکستان و روس کے عوام کے درمیان قریبی تعلقات کو مستحکم کرنے کے اپنے مشن پر کاربند ہے۔

ای میوٹیشن سسٹم کو ای رجسٹریشن سے منسلک کرنے کی ہدایت، سروسز کو جدید اور مربوط بنانے پر زور

کنزیومرواچ نیوز

وزیراعلیٰ سندھ سید مراد علی شاہ نے زمین سے متعلق خدمات کو مزید مؤثر، تیز رفتار اور شفاف بنانے کے لیے لینڈ ایڈمنسٹریشن اینڈ ریونیو مینجمنٹ انفارمیشن سسٹم (LARMIS) کے اجلاس میں اہم فیصلے کیے ہیں۔ وزیراعلیٰ نے بورڈ آف ریونیو کو ہدایت دی ہے کہ ای میوٹیشن سسٹم کو ای رجسٹریشن سسٹم سے منسلک کیا جائے اور ساتھ ہی ای ٹرانسفر آف پراپرٹی سسٹم پر بھی پیش رفت کو تیز کیا جائے تاکہ شہریوں کو بہتر سہولیات فراہم کی جاسکیں۔

یہ اجلاس وزیراعلیٰ ہاؤس کراچی میں منعقد ہوا، جس میں میئر کراچی مرتضیٰ وہاب، چیف سیکریٹری آصف حیدر شاہ، پرنسپل سیکریٹری آغا واصف، کمشنر کراچی حسن نقوی، سیکریٹری بلدیات وسیم شمشاد، بورڈ آف ریونیو کے ارکان عمر فاروق بلو، سلیم بلوچ، اور سیکریٹری و ڈائریکٹر LARMIS سیف اللہ ابڑو سمیت دیگر اعلیٰ حکام شریک تھے۔

ایل اے آر ایم آئی ایس کا قیام اور مقاصد

وزیراعلیٰ نے اجلاس سے خطاب کرتے ہوئے کہا کہ LARMIS کا قیام شہریوں کو صوبہ بھر میں زمین کے ریکارڈ اور متعلقہ خدمات تک آسان، شفاف اور کمپیوٹرائزڈ رسائی فراہم کرنے کے لیے کیا گیا۔ اس نظام کے تحت نہ صرف زمین کے ملکیتی ریکارڈ کو ڈیجیٹل کیا جا رہا ہے بلکہ اس کی

انہوں نے کہا کہ سندھ کے تمام اضلاع میں قائم 27 پیپلز سروس سینٹرز اور بورڈ آف ریونیو کی آفیشل ویب سائٹ کے ذریعے ایک جامع آن لائن پلیٹ فارم پر شہریوں کو زمین سے متعلق تمام اہم معلومات اور سہولیات فراہم کی جا رہی ہیں۔

جدید انفراسٹرکچر اور ڈیجیٹل مراکز

اجلاس کے دوران وزیراعلیٰ کو بریفنگ دی گئی کہ LARMIS کا جدید انفارمیشن ٹیکنالوجی انفراسٹرکچر روزمرہ کے ریونیو امور میں معاونت فراہم کر رہا ہے۔ کراچی کے علاقے کلفٹن میں واقع ریونیو ہاؤس میں ایک جدید ڈیٹا سینٹر قائم کیا گیا ہے، جو پورے صوبے کے کمپیوٹرائزڈ زمین کے ریکارڈ کا مرکزی ذخیرہ ہے۔

مزید برآں، حیدرآباد میں قائم ڈیزاسٹر ریکوری سینٹر (DRC) ہنگامی حالات میں سروسز کے تسلسل کو یقینی بناتا ہے، جس سے نظام کی پائیداری اور کارکردگی میں مزید بہتری آئی ہے۔

پرانے ریکارڈ کی ڈیجیٹائزیشن

ڈیجیٹائزیشن کا عمل سال 2010 میں پرانے ریکارڈز کی اسکیننگ سے شروع ہوا۔ اس میں 1985 سے 2010 تک کے ریکارڈز کو شامل کیا گیا، جن میں مختیارکار دفاتر سے حاصل کردہ فارم

2010 کے بعد کے ریکارڈز کی اسکیننگ اور انڈیکسنگ کا عمل صوبائی ریکارڈ سینٹر، حیدرآباد (PRC) میں مسلسل جاری ہے۔ اس کے ذریعے عوام کو مربوط نیٹ ورکس کے تحت

بروقت اور آسان رسائی فراہم کی جا رہی ہے۔

سرکاری دفاتر واداروں کو ڈیجیٹل رسائی

LARMIS نے اپنی صلاحیتوں کو مزید وسعت دیتے ہوئے اب سرکاری دفاتر اور قانونی

اقدام سے نہ صرف عدالتی معاملات میں شفافیت اور تیزی آئے گی بلکہ جعلسازی کی روک تھام میں بھی مدد ملے گی۔

ای رجسٹریشن سسٹم کی کامیابیاں

فروری 2024 میں شروع کیا گیا ای رجسٹریشن ذریعے شہریوں کو رجسٹریشن کی سہولیات فراہم کر رہے ہیں۔

جولائی 2025 تک اس جدید نظام کے ذریعے 100,000 سے زائد دستاویزات اور معاہدے کامیابی سے رجسٹر کیے جا چکے ہیں، جو کہ ایک بڑی کامیابی اور جدید کاری کی طرف اہم قدم ہے۔

ای میوٹیشن سسٹم کا انضمام

وزیراعلیٰ نے اجلاس میں ہدایت دی کہ اب ای رجسٹریشن کے ساتھ ای میوٹیشن سسٹم کو منسلک کیا جائے تاکہ ایک مکمل، مربوط اور آن لائن نظام قائم ہو۔ اس انضمام سے شہریوں کو نہ صرف وقت کی بچت ہوگی بلکہ زمین سے متعلق تمام مراحل ایک ہی پلیٹ فارم سے مکمل کیے جا سکیں گے۔

بلاک چین پر مبنی ای ٹرانسفر سسٹم

مزید یہ کہ بورڈ آف ریونیو سندھ، سکھر آئی بی اے یونیورسٹی کے تعاون سے ای ٹرانسفر آف پراپرٹی سسٹم پر بھی کام کر رہا ہے، جس میں بلاک چین ٹیکنالوجی استعمال کی جا رہی ہے۔ اس کا مقصد ریونیو ریکارڈ کو محفوظ، ناقابلِ رد و بدل اور شفاف بنانا ہے تاکہ جائیداد کی منتقلی کا عمل آسان، تیز اور مکمل طور پر صارف دوست بنایا جا سکے۔

آئندہ کے اقدامات

وزیراعلیٰ نے اجلاس میں واضح کیا کہ سندھ حکومت زمین سے متعلق تمام خدمات کو ڈیجیٹل پلیٹ فارمز پر منتقل کرنے کے لیے پرعزم ہے۔ اس سلسلے میں نہ صرف انفراسٹرکچر کی بہتری کی جا رہی ہے بلکہ عملے کی تربیت، قانون سازی اور عوامی آگاہی بھی ترجیحی بنیادوں پر کی جا رہی ہے۔

انہوں نے کہا کہ آئندہ چند ماہ میں مزید اضلاع اور مراکز کو آن لائن نیٹ ورک سے منسلک کیا

ایف بی آر نے جولائی میں 748.6 ارب روپے اکٹھے کرلئے

کنزیومرواچ نیوز

فیڈرل بورڈ آف ریونیو (ایف بی آر) نے جولائی میں 748.6 ارب روپے اکٹھے کیے، جو ماہانہ ہدف سے زیادہ ہیں اور گزشتہ سال کے مقابلے میں 14 فیصد اضافہ ظاہر کرتے ہیں، جسے ملکی معیشت میں بحالی کی علامت قرار دیا جا رہا ہے۔ رپورٹ کے مطابق گزشتہ سال جولائی میں یہ وصولی 659 ارب روپے رہی تھی، موجودہ کارکردگی مالی سال کے آغاز کو حوصلہ افزا بناتی ہے اور حکومت کی سخت نفاذ اور ٹیکس کمپلائنس کو یقینی بنانے کی پالیسی سے ہم آہنگ ہے۔ مالی سال 2025 میں ایف بی آر سالانہ ہدف سے تقریباً 163 ارب روپے کم وصول کرسکا اور 117 کھرب 37 ارب روپے اکٹھے کیے، جبکہ نظرثانی شدہ ہدف 119 کھرب روپے تھا، اس کے باوجود یہ مالی سال 2024 کے 93 کھرب ایک روپے کے مقابلے میں 26.19 فیصد کی نمایاں سالانہ شرح نمو ہے۔ ریونیو میں زیادہ سے زیادہ اضافہ کرنے کے لیے ایف بی آر نے مالی سال 2026 میں سخت اقدامات کا اعلان کیا ہے، جن میں لیکیج اور ٹیکس فراڈ کو روکنے کی کوششیں شامل ہیں، حکام کا کہنا ہے کہ اہم صنعتی شعبوں میں پیداوار کی ڈیجیٹل مانیٹرنگ کے ذریعے نمایاں اضافی آمدن کی توقع ہے۔ عالمی مالیاتی فنڈ (آئی ایم ایف) کے پروگرام کے تحت وعدوں کے مطابق حکومت نے مالی سال 2025 کے بجٹ میں اضافی 10 کھرب 50 ارب روپے کے ریونیو اقدامات متعارف کرائے ہیں، ان میں 655 ارب روپے نئے ٹیکس اقدامات سے اور 400 ارب روپے سخت نفاذ سے حاصل کیے جائیں گے۔ مالی سال 2026 کے لیے ریونیو ہدف 141 کھرب 31 ارب روپے مقرر کیا گیا ہے۔

بجٹ کا محور شعبہ جاتی ریلیف، ٹیکس بیس میں توسیع، بوجھ کی منصفانہ تقسیم اور سخت نفاذ ہے۔ ڈیجیٹل ٹیکسیشن فریم ورک، کاربن لیوی اور ای-کامرس و ڈیجیٹل ٹرانزیکشنز کی ریگولیشن جیسے اقدامات پاکستان کے نظام کو عالمی معیار سے ہم آہنگ کرنے کے لیے متعارف کرائے گئے ہیں۔ جولائی میں ایف بی آر نے 81 ارب روپے کے ریفنڈز اور ریبیٹس جاری کیے، جو گزشتہ سال کے 79 ارب روپے سے قدرے زیادہ ہیں۔ جولائی کی وصولیوں کی تفصیل کے مطابق انکم ٹیکس ریونیو 294 ارب روپے رہا جو 315 ارب روپے کے ہدف سے کم ہے، تاہم گزشتہ سال کے 284 ارب روپے کے مقابلے میں 3 فیصد اضافہ ظاہر کرتا ہے۔ سیلز ٹیکس کی وصولیاں 302 ارب روپے رہیں جو 290 ارب روپے کے ہدف سے زیادہ ہیں اور گزشتہ سال کے 256 ارب روپے کے مقابلے میں 18 فیصد اضافہ ظاہر کرتی ہیں، کسٹمز ڈیوٹی 106 ارب روپے رہی جو 92 ارب روپے کے ہدف سے زیادہ ہے اور گزشتہ سال کے 81 ارب روپے کے مقابلے میں 31 فیصد بڑھ گئی۔ البتہ فیڈرل ایکسائز ڈیوٹی (ایف ای ڈی) 51 ارب روپے کے ہدف سے کم رہی اور جولائی میں 46 ارب روپے ریکارڈ کی گئی، لیکن یہ گزشتہ سال کے 37 ارب روپے کے مقابلے میں 24 فیصد اضافہ ظاہر کرتی ہے۔

پاکستان میں فیری سروس کی بحالی: وزارت بحری امور کا انقلابی قدم

(کنزیومرواچ نیوز)

وزارت بحری امور نے ملک میں فیری سروس کے لائسنس کے اجرا کا عمل چھ ماہ سے کم کر کے محض ایک ماہ میں مکمل کرنے کا فیصلہ کرلیا ہے، جو پاکستان کے بحری شعبے میں ایک اہم اور خوش آئند پیش رفت ہے۔ اس فیصلے کا مقصد فیری سروس کے آغاز کو تیز رفتار، مؤثر اور شفاف بنانا ہے تاکہ عوام، زائرین، کاروباری برادری اور سیاحتی شعبہ مستفید ہو سکے۔ اس سلسلے میں ڈائریکٹر جنرل پورٹس اینڈ شپنگ نے وفاقی وزیر بحری امور جنید انوار چوہدری کو فیری لائسنسنگ کے نئے طریقہ کار پر بریفنگ دی۔ وزیر موصوف نے ہدایت کی کہ لائسنس کے اجرا کے عمل کو مکمل طور پر ڈیجیٹل اور سنگل ونڈو نظام میں منتقل کیا جائے تاکہ وقت اور وسائل کی بچت ہو اور غیر ضروری تاخیر کا خاتمہ کیا جا سکے۔ ان کا کہنا تھا کہ فیری آپریٹرز کے لیے ہر ممکن سہولیات فراہم کی جائیں گی اور سرمایہ کاروں کی آسانی کے لیے بینک یا انشورنس گارنٹی دونوں آپشنز پر غور کیا جا رہا ہے۔ وزارت بحری امور نے اس فیصلے کے ساتھ ہی فیری سروس کے اجرا کی کوششوں میں بھی تیزی لانا شروع کر دی ہے۔ ابتدائی مرحلے میں روٹس اور فریم ورک کی تیاری کا عمل جاری ہے، اور آئندہ چند ہفتوں میں مکمل روڈ میپ جاری کیا جائے گا۔ وزارت اس ضمن میں نجی شعبے کے آپریٹرز اور متعلقہ اداروں سے مسلسل مشاورت کر رہی ہے تاکہ ایک پائیدار اور مؤثر نظام قائم کیا جا سکے۔

فیری سروس نہ صرف ملک کے اندرونی سفر کو سہل بنائے گی بلکہ بین الاقوامی سطح پر بھی پاکستان کو علاقائی رابطوں میں مدد دے گی۔ وفاقی وزیر جنید انوار چوہدری نے کہا کہ یہ سروس ایران، عراق اور دیگر ممالک جانے والے زائرین کے لیے ایک محفوظ، سستا اور قابل اعتماد سفری متبادل فراہم کرے گی۔ انہوں نے مزید کہا کہ فیری سروس کے ذریعے نہ صرف مذہبی سفر بلکہ تجارت اور سیاحت کے شعبے کو بھی فروغ ملے گا۔ وزیر موصوف نے یہ بھی واضح کیا کہ کاروباری برادری کے تحفظات کو دور کیا جائے گا اور فیصلہ سازی کا عمل شفاف اور فوری ہوگا تاکہ سرمایہ کاری کے مواقع بڑھیں اور اعتماد بحال ہو۔ اس اقدام کو قومی معیشت کے لیے ایک مثبت پیش رفت قرار دیا جا رہا ہے کیونکہ یہ ٹرانسپورٹ کے روایتی ذرائع پر دباؤ کم کرے گا اور نئی معاشی راہیں ہموار کرے گا۔ فیری سروس کے مؤثر آغاز کے لیے حکومت نہ صرف بنیادی ڈھانچے کی بہتری پر توجہ دے رہی ہے بلکہ ریگولیٹری فریم ورک کو بھی آسان اور قابل عمل بنایا جا رہا ہے۔ وزارت بحری امور کے اس انقلابی فیصلے سے نہ صرف عوام کو سہولت ملے گی بلکہ پاکستان کا بحری شعبہ بھی جدید خطوط پر استوار ہوگا، جو عالمی سطح پر مسابقت کے لیے ضروری ہے۔ یہ فیصلہ اس بات کی دلیل ہے کہ حکومت بحری نقل و حمل کو جدید، مؤثر اور پائیدار بنانے کے لیے سنجیدہ اقدامات کر رہی ہے، جس سے ملک کے مختلف طبقات کو فائدہ پہنچے گا اور معیشت کے کئی شعبے ترقی کی راہ پر گامزن ہوں گے۔

چیف ایڈیٹر: شیخ راشد عالم

ایڈیٹر: نشید آفاقی

صارفین سے سرکار تک

کنزیومر واچ

CONSUMER WATCH PAKISTAN

Government of Pakistan office of the Press Registrar Islamabad Registration No.2793

H41، پی ای سی ایچ ایس، بلاک 2، کراچی فون نمبر: 021-34528802-3